دعوت وتبلیغ کی حکمت عملی۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر سعید احمد صدیقی
وفاقی اردو یونیورسٹی، شعبہ علوم اسلامی، کراچی

Molana Dr. Saeed Ahmad Siddiqui

ABSTRACT:

Our beloved Holy Prophet (P.B.U.H) last of the prophets. Being his followers, it is our utmost duty to carry out Amar Bil Maroof-wa-Nahi Anil Munkir, by following the way of preaching of our Holy Prophet (P.B.U.H) and we must also prorcke the qualities of a good preacher among ourselves.

Preaching is that religious duty which relates to "Hukook-ul-Allah" as well as Hukook-ul-Ibad. Allah orders us to convey his message to others that's why it is Hukook-ul-Allah and the people who are in the darkness of illetracy are needed to be helped by enlighten and brighten ehir lives with the messege of Islam that's why it also lies in the category of Hukook-ul-Ibad.

Islam likes "Etadal" in every matter even in pray and meditation we are ordered to maintain balance. That's why we should create the qualities like tolerance, ignorance, kindness, forgiveness in us in order to establish an exempla nrory Islamic Society.

Today the serasio for Muslims on international levels are not very good. They lack unity brotherhood & wise leadership. The non-Muslim forces are gathered to wipe out Muslins from the world and enforce different propaganda against Muslims. They want us to fight among ourselves so we may get weakened and easily be destroyed. In this situation, Muslims should be united under Islamic flag and should take guidance from Quran and Sunnah which will not only help then out from troubles and defeats but will also lead then to the way of glorious success.

الحمدللّٰہِ رَبِّ العالمین وَالصَّلوٰۃُ والسّلام عَلٰی سیّد
الرّسل وَ خاتَمِ النّبیّیْن امّا بعد!

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَO(۱)

''اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو حکمت عملی اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ، اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔ جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔''

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ط وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَO(۲)

''آپ ﷺ فرما دیجئے میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، حکمت وبصیرت کے ساتھ اور جو میرے پیروکار ہیں وہ بھی۔''

یا رب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے — جو قلب کو گرما دے، جو رُوح کو تڑپا دے
پھر وادیِ فاراں کے ہر ذرّے کو چمکا دے — پھر شوقِ تماشا دے، پھر ذوقِ تقاضا دے
محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے — دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے
بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سُوئے حرم لے چل — اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے
پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر — اس محملِ خالی کو، شاہدِ لیلا دے
اس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو — وہ داغِ محبت دے، جو چاند کو شرما دے
احساس عنایت کو آثارِ مصیبت کا — امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے(۳)

دعوت وتبلیغ اہم دینی فریضہ

دعوت وتبلیغ ایک اہم فریضہ ہے۔اس کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی،حقوق اللہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک اہم اور جامع اللہ کا حکم ہے کہ اللہ کے بندوں تک اللہ کا دین پہنچایا جائے اور انہیں بندگی رب کی طرف بلایا جائے۔حقوق العباد اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام بندے جو اسلام کی روشنی سے محروم ہیں،اور راہِ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں،ان کا ہم پر حق ہے کہ ہم انہیں اسلام کی روشنی سے ہمکنار کریں اور اس راستے سے بچائیں،جس پر چل کر وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر جائیں گے۔(۴)

ہم دعوت وتبلیغ کے فریضے کو خوش اسلوبی کے ساتھ اسی وقت سرانجام دے سکتے ہیں جب ہم اپنے اندر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ دعوت وتبلیغ بالحکمۃ پیدا کریں اور داعی کی جو صفات اسوۂ حسنہ ﷺ کی روشنی میں ہیں اس سے اپنے آپ کو ہمکنار کریں۔

دعوت وتبلیغ کے معنی ومفہوم

دعوت کے معنی پکارنے کے ہیں۔(۵) تبلیغ کے لغوی معنی ہیں پہچانا(۶) اصطلاحِ شریعت میں تبلیغ سے مراد کسی اچھائی اور خوبی بالخصوص دینی امور کو دوسرے افراد اور اقوام تک پہنچایا جائے اور انہیں قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔دعوت وتبلیغ ہم معنی،مترادف اور ایک ہی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

دعوت وتبلیغ کے حوالے سے پروفیسر T.W Arnold رقم طراز ہیں:

''یہ ایمان والوں کے دلوں میں سچائی کا وہ جوش ہے جو چین سے نہیں بیٹھتا،تاوقتیکہ وہ ان کے عقیدے اور قول وفعل سے اپنے تئیں ظاہر نہیں کر دیتا اور ان کو اس وقت تک اطمینان نصیب نہیں ہوتا،جب تک کہ وہ اپنا پیغام ہر فرد بشر تک نہ پہنچا دیں اور تمام بنی نوع انسان اس چیز کو تسلیم نہ کریں،جسے وہ برحق یقین کرتے ہیں۔''(۷)

دعوت وتبلیغ ایک مقدس فریضہ

تبلیغ ایک مقدس فریضہ ہے۔جس کا مقصد صداقت وحقانیت کو پھیلانا اور لوگوں کو اس کا قائل کرنا ہے۔انبیاء کی بابرکت شخصیتیں تاریخ انسانی میں تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز رہی ہیں۔دنیا میں جہاں کہیں حق وصداقت کی کوئی کرن نظر آتی ہے اس کا باعث یہی نورانی وجود ہیں۔انہی حضرات کی مساعی جمیلہ کا جلوہ ہے جو انسانی تاریخ میں عیاں و پنہاں نظر آتا ہے۔(۸)

علامہ سید سلیمان ندوی رقمطراز ہیں:

> ''دعوت وتبلیغ نبی کا سب سے پہلا اور اہم فرض ہے یعنی جو سچائی اسے خدا سے ملی ہے اس کو دوسروں تک پہنچا دینا، جو علم اس عطا ہوا ہے، اس کو اوروں تک پہنچا دینا، خدا کا پیغام جو اس تک پہنچا ہے وہ لوگوں کو سنا دینا اس دعوت وتبلیغ میں جو تکلیف بھی پیش آئے اس کو راحت جاننا، جو مصیبت بھی درپیش ہو اس کو آرام سمجھنا جو کانٹے بھی اس وادی میں اس کے تلوے میں چبھیں انہیں رگ گل سمجھنا۔(۹)

دعوت وتبلیغ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بڑی حکمت عملی، تدبر کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا، اس حوالے سے علامہ عبدالمجید رقمطراز ہیں:

> ''نبی کا اولین اور اہم فرض تبلیغ اور دعوت ہے۔یعنی جو سچائیاں اس کو خدا سے ملیں انہیں دوسروں تک پہنچانا، جو اس کو عطا ہوا اس سے اوروں کو بہرہ ور کرنا، جو مالی، زبانی، دماغی، روحانی، اور اخلاقی طاقتیں اس کو بخشی گئیں ان کو اس راہ میں صرف کرنا، صداقت کی ہر تاثیر سے کام لینا، ہر تکلیف کو راحت جاننا، ہر اس طاقت کو کچل دینا جو صداقت کی راہ میں سر اٹھائے اور اس ساری کوشش کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضامندی، مخلوق کی خیر خواہی اور اپنے فرائض رسالت کی ادائیگی کے سوا کچھ نہ ہو''۔(۱۰)

قرآن حکیم کی سورہ نسا میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی نسبت ارشاد فرمایا:

مُبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ لِئَلَّايَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ط O (۱۱)

''خوش خبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے، تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے''۔

حضرت ابراہیمؑ کا حکمت عملی کیساتھ اپنے والد کو دعوت وتبلیغ کرنا

سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کو دعوت دینے کا انداز نقل فرمایا ہے، ارشاد تعالیٰ ہے:

''وہ کتاب ابراہیمؑ کو یاد کرو، بیشک وہ نہایت سچے پیغمبر تھے، جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں، جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں!ابا مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا آپ میرے ساتھ ہوئیے، میں آپ کو سیدھی راہ پر چلادوں گا، ابا شیطان کی پرستش نہ کیجئے، بیشک شیطان خدا کا نافرمان ہے، ابا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آ پکڑے تو آپ شیطان کے ساتھی ہو جائیں۔'' (۱۲)

ان آیات میں حسب ذیل امور واضح طور پر نظر آئیں گے۔ پدرانہ شفقت کے جذبہ کو ابھارا گیا ہے، یَاَبَتِ کے طرز خطاب پر غور کیجئے، میرے باپ (یا میرے ابا جان، میرے باب، جس طرح بھی آپ ترجمہ کریں) اس انداز خطاب میں بیٹے کی سعادت مندی، محبت اور فروتنی پوری طرح نمایاں ہے۔ (۱۳)

اس انداز خطاب کے لطف کو سمجھنا ذوق سلیم پر موقوف ہے، حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی زبان سے آشنا کیا ہے اور وہ اس کے لہجے کو سمجھتے ہیں، ان کے

بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ جب وہ ایسی آیت پڑھتے تھے جن میں عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا ہے تو ان کی آواز میں لرزش آجاتی تھی، اور چہرہ ڈر سے سرخ ہو جاتا تھا اور جب ان آیات کو پڑھتے جن میں اللہ تعالیٰ کی بخشش ورحمت کا ذکر ہے تو ان کا دل پسیجتا اور آواز میں محبت کا سوز اور نرمی نمایاں ہوتی، جب ایک فرزند اپنے باپ کو میرے بابا یا میرے ابا جان کہہ کر مخاطب کرتا ہے تو وہ اس کے جذبۂ شفقت پدری کو بیدار کرتا ہے، اگر داعیانہ تکبر کے ساتھ وہ کہتا: جناب والا! سنئے یا اے کاہن بزرگ! غور کیجئے!! (آزر، حضرت ابراہیمؑ کے والد کاہن (معبد کے پروہت بھی تھے) تو اور ہی بات ہوتی، مگر وہ فرماتے ہیں "میرے ابا جان! (یٰٓاَبَتِ) اور سمجھ بوجھ کر قصداً انہوں نے یہ انداز مخاطبت اختیار فرمایا تھا کہ ان کی بات دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے اور پدرانہ محبت دل کے دروازے کھول دے، ایک باپ خواہ وہ جتنا بھی اپنے فرزند سے خفا ہو لیکن جب وہ اس کو "میرے ابا جان" کہہ کر مخاطب کرتا ہے تو اس کا دل نرم پڑ جاتا ہے، اور اس کی بات سننے کی طرف وہ مائل ہو جاتا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی دعوت میں جذبۂ ایمانی سے پہلے شفقت پدری کے خوابیدہ تاروں کو چھیڑا اور یہ دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات محبت ایمان سے پہلے دل میں گھر کرتی ہے، ایسا بھی ممکن ہے کہ ایک شخص شفیق باپ تو ہو مگر مومن نہ ہو، اس کی شفقت کا سوتا جاری ہے، اور ایمان کا سوتا خشک ہے، لہٰذا اگر اس کو دعوت دینا ہے، تو اس دروازے سے داخل ہونا ہوگا، جو کھلا ہوا ہے، ایک داعی ومبلغ جسے "حکمت" کی نعمت ملی ہے، کبھی اس پہلو کو نظر انداز نہیں کرسکتا، اگر وہ اس پہلو کو نظر انداز کرے گا تو خود اپنی ذات کو بھی نقصان پہنچائے گا، اور دعوت کو بھی، داعی ومبلغ اگر درشت مزاج ہو تو کامیاب نہیں ہوسکتا۔ (۱۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کی تبلیغ کا حکمت بھرا انداز

حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "الکریم بن الکریم بن الکریم بن الکریم" (ایک برگزیدہ، برگزیدہ کے صاحبزادے، برگزیدہ کے پوتے، برگزیدہ کے پرپوتے) نسب دیکھئے تو سب سے اعلیٰ خاندانی شرافت میں سب

سے بلند، نبوت کی میراث دیکھئے، تو کئی پشتوں سے اس کے حامل، اللہ تعالیٰ جل شانہ کی معرفت دیکھئے تو یہ بھی خاندانی ورثہ، سیرت اور اخلاق دیکھئے تو پشتہا پشت سے ان کے خاندان میں یہ دولت منتقل ہوتی آ رہی ہے، آسمانی صحیفوں میں ان کا ذکر ہے، دین و دانش، ادب وحکمت کی کتابوں میں ان کا قصہ موجود ہے، جمال ظاہری میں بے مثال تھے، اللہ تعالیٰ نے حسن صورت اور حسن سیرت کا جامع بنایا تھا، ظاہری شکل و وجاہت کا اگر وہ نمونہ تھے، تو دوسری طرف پاکیزہ اخلاق اور کردار کی بلندی کا بھی آئینہ تھے، ان کی ذات حسن صورت، حسن سیرت اور جمال عقل و فکر (اگر یہ تعبیر مناسب ہو تو) کی جامع تھی، اس کے ساتھ طبیعت میں گداز، احساس وجذبات میں لطافت اور فطری شرافت کا عنصر مستزاد تھا، وہ صحیح معنوں میں حسن کامل کا پرتو تھے، یہ حسن ان کی ظاہری وجاہت کی طرح ان کے عادات و اطوار، طرزِ کلام اور طرزِ فکر سے بھی آشکار تھا۔(۱۵)

قرآن حکیم نے ان کی حکیمانہ دعوت وتبلیغ کی اس انداز میں منظر کشی کی:

"اس کے ساتھ ہی دو اور جوان بھی جیل خانے میں داخل ہوئے، ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے دیکھا ہے، اور دوسرے نے کہا میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں جسے پرندے کھا رہے ہیں، ہمیں آپ اس کی تعبیر بتایئے، ہمیں تو آپ خوبیوں والے شخص دکھائی دیتے ہیں۔ یوسف نے کہا تمہیں جو کھانا دیا جاتا ہے اس کے تمہارے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس کی تعبیر بتلا دوں گا یہ سب اس علم کی بدولت ہے جو میرے رب نے سکھایا ہے، میں نے ان لوگوں کا مذہب چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔ میں اپنے باپ دادوں کے دین کا پابند ہوں، یعنی ابراہیم و اسحاق اور یعقوب کے دین کا، ہمیں ہرگز یہ سزاوار نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں، ہم پر اور تمام اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے، لیکن اکثر لوگ ناشکری

کرتے ہیں۔اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور۔اس کے سوا تم جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں خود ہی گھڑ لئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی،فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس کا فرمان ہے کہ تم سب سوائے اس کے کسی اور کی عبادت نہ کرو، یہی دین درست ہے،لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔اے میرے قید خانے کے رفیقو!تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہو جائے گا،لیکن دوسرا سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے،تم دونوں جس کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے اس کام کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔"(۱۶)

حکمت کے موتی:

اب یہاں دیکھئے:

۱۔ قیدیوں کے لئے کھانے کا ذکر بہت پسندیدہ ہوتا ہے۔لہٰذا حضرت یوسف علیہ السلام نے کھانے کا ذکر فرمایا کہ ان کے اندر نشاط پیدا کر دیا، کھانا کا ذکر ہر ایک کے لئے پسندیدہ ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ قیدیوں کے لئے، ان کے لئے تو اور بھی اہمیت کی چیز ہے، لہٰذا جب حضرت یوسفؑ نے ذکر کیا تو ان کے دل کھل اٹھے اور مزید بات سننے کے لئے ان کے کان آمادہ ہو گئے۔(۱۷)

۲۔ ایک فطری بات یہ ہے کہ ایک ضرورت مند یہ چاہتا ہے کہ اس کی ضرورت جلد سے جلد پوری ہو جائے، اس کو مدنظر رکھتے ہوئے، حضرت یوسفؑ کہا تمہارا کھانا جو آیا کرتا ہے پہنچنے بھی نہ پائے گا کہ میں تم کو خواب کی تعبیر بتا دوں گا۔

۳۔ پھر مزاج نبوت ابھر کر سامنے آتا ہے کہ تعبیر خواب کی صلاحیت کو اپنی قابلیت پر محمول نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ بتاتے ہیں، یہیں سے بات کا رخ پھیرتے ہیں، اس درجہ حکیمانہ "گریز" کی شاید ہی کوئی مثال ملے فرمایا: "ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي" یہ ان باتوں میں ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں، اور نصیحت کی جو بات کرنا چاہتے تھے اس کا سرا ہاتھ آ گیا، غور فرمایئے، خواب کی تعبیر سے پہلے کس درجہ حکیمانہ اسلوب میں دعوت وتبلیغ کا فرض انجام دیا۔(۱۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمامتر مخالفتوں اور مشکلات کے باوجود نرمی کا حکم

حضرت موسیٰ علیہ السلام دعوت وتبلیغ کے لئے فرعون جو کہ خدائی کا دعوے دار تھا، جو اللہ تعالیٰ کا دشمن تھا، ایک مجرم اور قابل نفرت شخص تھا، ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام جو کہ پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے ہیں، ان کو ارشاد ہو رہا ہے۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ○ (۱۹)

"اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے"

اس ہدایت الٰہی کے بعد کسی داعی ومبلغ کے لئے اس امر کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ دعوت کے کام میں سخت کلامی یا لہجہ کی ترشی سے بات کرے اور اس کی کوئی بھی تاویل کر سکے، کیونکہ بے باکی، انکار، سرکشی میں فرعون سے سبقت وفوقیت لے جانے والے شخص کا تصور بھی مشکل ہے، جو یہ کہے: "انا ربکم الاعلیٰ" لیکن اس سے بھی بات کرنے کے لئے جب پیغمبر وقت کو بھیجا گیا تو یہ ہدایت کی گئی کہ نرم لہجہ میں بات کرنا۔(۲۰)

پیغمبر اوّل وآخر داعی ہوتا ہے

کوئی قوم خدا کے پیغمبر کی مخالفت کرے یا اس پر ایمان لائے اور اس کے بتائے ہوئے نظام اطاعت کو قبول کر لے، دونوں صورتوں میں وہ اس کے درمیان دعوت ہی کا کام انجام دیتا ہے۔ وہ اپنی دعوت سے ہٹ کر کوئی قدم نہیں اٹھاتا، اس کا ہر کام اس کی داعیانہ حیثیت کا تقاضا اور

اس کی دعوت کا جزء ہوتا ہے۔ جو قوم اس کی دعوت کو آخر وقت تک نہ مانے اور اپنے انکار پر جمی رہے، وہ اس پر دلائل کے ذریعہ، اپنی سیرت کے ذریعہ، اپنے اخلاص اور محبت کے ذریعہ یہ اتمام حجت کر دیتا ہے کہ وہ غلط راہ پر چل رہی ہے اور اس کا انجام سخت تباہ کن ہوگا۔ لیکن جس قوم میں پیغمبر کے ماننے والے پیدا ہوں اس کے درمیان اس کا کام بہت وسیع ہوتا ہے، لیکن اس وسعت کی وجہ سے اس کی اصل حیثیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ شروع میں بھی دعوت ہی کا کام کرتا ہے اور آخر میں بھی دعوت ہی انجام دیتا ہے۔(۲۱)

دعوت و تبلیغ کی حکمت اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ

> ''آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کے اعلان سے قبل اپنی چالیس سالہ زندگی میں عملی طور پر معاشرتی فلاح و بہبود، انسانی ہمدردی، معاشی صداقت و امانت، اور راست بازی کا درس دیا اور روحانی پاکیزگی کی تعلیم کے ساتھ انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی تمام گوشوں کی نبوت کے اعلان کے بعد تکمیل فرمائی''۔(۲۲)

دعوت و تبلیغ کے میدان میں تمام انبیاء میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منفرد مقام حاصل ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی تبلیغی مساعی کے ثمرات خود دیکھے ہیں۔ ان کے گہرے نقوش صفحہ ہستی پر ثبت ہیں۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کا ایک اسلوب دیا، اس کی اہمیت واضح کی، اس کا طریق کار متعین کیا اور اس کی تنظیم کی، گو اس طریق تبلیغ میں وہ ربانی ہدایت اور رحمانی حکمت غالب ہے جو تمام انبیاء علیہ السلام کے طرزِ تعلیم میں قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی ہے، تاہم آپ ﷺ کی انفرادیت اور خصوصی بصیرت صاف جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔(۲۳)

کوہِ صفا پر آپ ﷺ کی حکمت بھری دعوت

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم و تابناک دعوتی زندگی کا ہر عمل اپنی جگہ ایک معجزہ ہے۔ آپ ﷺ نے جب کوہِ صفا پر اپنی دعوت کا آغاز فرمایا تو سامنے وہ مشکلات بھی تھیں جو اس دعوت

حق کو گھیرے ہوئے تھیں، یہ دعوت تھی اللہ پر ایمان لانے کی، عقیدہ توحید کی، شرک، بت پرستی اور پیغمبرانہ ہدایت سے محروم زندگی کو ترک کرنے کی، آپ تھوڑی دیر کے لئے تصور کیجئے، آپ اس ماحول میں ہیں اور وہ مناظر آپ کے سامنے ہیں، وہ ماحول آپ کے گردو پیش ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغاماتِ خداوندی کے امین ومبلغ اور بشیر ونذیر ہونے کی حیثیت سے اپنا فرض انجام دینا شروع کیا تھا۔(۲۴)

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادیؑ — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
نئی اِک لگن دل میں سب کے لگادی — اِک آواز میں سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیامِ حق سے — کہ گونج اُٹھے دشت وجبل نامِ حق سے
سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا — حقیقت کا گر اُن کو ایک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا — بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر — وہ دکھلائے دیئے ایک پردہ اُٹھا کر(۲۵)

دعوت وتبلیغ کے فریضے کو سرانجام دینے کی پاداش میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشرکین مکہ، منافقین مدینہ، اور یثرب کے یہودیوں نے جیسا کہ کچھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ستایا اور گوناگوں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں ہیں ان کا اندازہ آپ ﷺ کے حسب ذیل بیان سے لگایا جاسکتا ہے:

لَقَدْ اُوذِیْتُ فِی اللّٰہِ مایو ذی احدٌ(۲۶)

''اللہ کے راستے میں مجھے ایسی تکلیف دی گئی کہ کسی دوسرے کو ایسی تکلیف نہیں دی گئی۔''

اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب ﷺ کو تلقین

ہادی آخر واعظم، سید عرب وعجم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین اور اعلائے کلمۃ الحق کی پاداش میں مشرکین مکہ کے سخت ترین مظالم اور ایذا رسانی کے باوجود برداشت اور عفوو درگزر کا حکم ہوا۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَO(۲۷)

''درگزر کا شیوہ اختیار کرو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو۔''

داعی اکبر اور نرمی و نرم خوئی

برداشت، صبر وضبط، نرمی اور نرم خوئی، ہادی آخر و اعظم اور توحید کے داعی اکبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت الٰہی نے خاص طور پر اس کا وافر حصہ عنایت فرمایا تھا، خود عفو و درگزر اور صبر و برداشت کے مثالی پیکر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ(۲۸)

''تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر آپ مزاج کے اکھڑ اور دل سے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو جاتے۔''

سیرتِ طیبہؐ: داعی کے صبر اور خیر خواہی کا شاندار نمونہ

حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کیا آپ ﷺ پر احد کے معرکے سے زیادہ سخت وقت کوئی آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ شدید تکلیف کا سامنا مجھے گھاٹی کے روز کرنا پڑا، جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل کے سامنے پیش کیا، جس کا میں نے ارادہ کیا تھا وہ اس نے مجھے نہ دیا اور میں غم زدہ حالت میں جدھر منہ اٹھا چل پڑا، یکا یک میں نے دیکھا کہ میں قرن الثعالب کے مقام پر ہوں، اور نگاہ اٹھائی تو دیکھا ایک ابر میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے، اس میں جبرئیل امین ہیں انہوں نے پکار کر مجھ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے وہ سب سن لیا ہے جو آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ سے کہا اور آپ ﷺ کی دعوت کا جو جواب دیا، یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ جو چاہیں اسے حکم دیں پھر پہاڑوں کے فرشتے

نے مجھے پکار کر سلام کیا اور اس کے بعد مجھ سے کہا: اے محمد ﷺ! آپ ﷺ کو اختیار ہے جو کچھ بھی آپ ﷺ چاہیں، اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں کو ایک ساتھ ملا کر ڈھانک دوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یہ دیا کہ ''نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں گے۔'' (۲۹)

قرآن کریم کا موضوع دعوت و تبلیغ ہے

قرآن کریم ہدایت و دعوت کی کتاب ہے، اور احکام و شریعت کی بھی کتاب ہے، لیکن اس کے اندر دعوت و ہدایت کا پہلو دوسرے پہلوؤں پر غالب ہے، شریعت و احکام کی اہمیت سے انکار نہیں، اس کی عظمت سر آنکھوں پر، لیکن سوال اولیت و اہمیت کا ہے، کون سا پہلو زیادہ اہمیت رکھتا ہے، اور کس کو اولیت حاصل ہے، اس لحاظ سے اگر دیکھیں تو میرا حقیر مطالعہ یہ ہے کہ شریعت و احکام کے مقابلے میں دعوت و ہدایت کا پہلو قرآن کریم میں غالب ہے، کیونکہ ایمان کی بنیاد دو ہدایت پر ہے، اور تبلیغ پر اس ایمان کے حصول کا دار و مدار ہے، لہٰذا یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دوسرے تمام مضامین و مقاصد پر ہدایت و دعوت کا عنصر قرآن کریم میں نمایاں طور پر غالب ہے۔ (۳۰)

قرآن کریم کی دعوت اور اس کی تبلیغ

بلاشبہ ایک شرعی فریضہ جو مشارق و مغارب اور عرب و عجم کے تمام مسلمانوں پر بلا امتیاز واجب ہے، وہ قرآن کریم کی دوسروں کو تبلیغ کرنا، اور اس کی دعوت دینا اور اس کے محاسن کھول کھول کر بیان کر کے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ بلاشبہ قرآن حکیم مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔ (۳۱)

قرآن کریم کی دعوت و تبلیغ

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا   اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا (۳۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا تا کہ پہلے آپ ﷺ اپنی قوم کو

ڈرائیں اور پھر تمام لوگوں کو یہ قرآن پہنچادیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا القرآنُ لِاُنْذِرَ کُمْ بِهٖ وَمَنْ بلغ (۴۳)

"اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے میں تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے ان سب کو ڈراؤں۔"

ربیع بن انس فرماتے ہیں:

"جو شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اسی طرح دعوت دین دے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور اسی طرح ڈرائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا۔ (۴۴)

اور ہر مؤمن اپنے کردار سے قرآن پاک کی عملی تفسیر ہو، بقول اقبال

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن! قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن (۴۵)

رسالت کی تبلیغ

تمام مسلمان جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہیں ان سب پر آپ ﷺ کی رسالت کی تبلیغ واجب ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط O (۴۶)

"اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے یہی میری راہ ہے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں، بصیرت کے ساتھ، میں بھی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے میرا اتباع کیا۔"

اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان بذات خود کتنا ہی نیک اور صالح ہو وہ اپنا فرض عین سمجھے کہ دوسروں کی اصلاح دعوت و تبلیغ کے ذریعے کرے اور وہ بھی حکمت و بصیرت کے ساتھ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں۔

دعوت وتبلیغ سے متعلق قرآنی تعلیمات:

۱- وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O(۳۷)

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔“

۲- كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَO(۳۸)

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں، لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔“

۳-مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ O يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ط وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ O(۳۹)

”اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی بھی ہے جو راتوں کے وقت بھی کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان بھی رکھتے ہیں، بھلائیوں

کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ یہ نیک بخت لوگوں میں سے ہیں۔"

۴- یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَO(۴۰)

"اے رسول جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کی رسالت ادا نہیں کی اور آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بچالے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

۵- مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَO(۴۱)

"رسول کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔"

۶- وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ ؕ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ O(۴۲)

ہم نے ہر ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں ہی بھیجا ہے تا کہ ان کے سامنے وضاحت سے بیان کر دے، اب اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور جسے چاہے راہ دکھادے، وہ غلبہ اور حکمت والا ہے۔

۷- اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَO(۴۳)

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اوران سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بھٹکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے پورا وقف ہے۔''

۸– وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا ط لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا ط نَحْنُ نَرْزُقُکَ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰیO(۴۴)

''اپنے گھرانے کے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھ اور خود بھی اس پر جمارہ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، آخر میں بول بالا پرہیزگاری ہی کا ہے۔''

۹–لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا هُمْ نَاسِکُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّکَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی رَبِّکَ ط اِنَّکَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍO(۴۵)

''ہرامت کے لئے ہم نے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کردیا ہے، جسے وہ بجالانے والے ہیں، پس انہیں اس امر میں آپ سے جھگڑا نہ کرنا چاہیے، آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلائیے. یقیناً آپ ٹھیک ہدایت پر ہی ہیں۔''

۱۰– وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَO(۴۶)

''اپنے قریبی رشتہ والوں کو ڈرادے۔''

۱۱–وَلَا تُجَادِلُوْآ اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْآ اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُکُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَO(۴۷)

''اور اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو،

مگر ان کے ساتھ جو ان میں ظالم ہیں اور صاف اعلان کردو کہ ہمارا تو اس کتاب پر بھی ایمان ہے جو ہم پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو تم پر اتاری گئی، ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے. ہم سب اسی کے حکم برادر ہیں۔''

۱۲ ۔ وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَO(۴۸)

''اور اس زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں''

دعوت وتبلیغ سے متعلق نبوی ﷺ شہ پارے

۱۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو تر و تازہ رکھیں جس نے ہم سے کوئی چیز سنی، پھر اس کو جیسے سنا، ویسے ہی پہنچادیا۔(۴۹)

۲۔ جس نے ہدایت کی کسی بات کی طرف بلایا، تو اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے، جتنا اس کی پیروی کرنے والے کے لئے اور ان کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔(۵۰)

۳۔ جس نے کسی خیر کی بات کی طرف رہ نمائی کی اس کے لئے عمل کرنے والے کے برابر اجر ہے۔(۵۱)

۴۔ مجھ سے (جو سنو) آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہو۔(۵۲)

۵۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ بار بار یہ اشارد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ(۵۳)

۶۔ اس کے بعد فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (۵۴)

"''جو موجود ہے اسے غیر موجود تک پہنچانا چاہئے۔''

۷۔ ''ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ

نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اس کو ہاتھ سے درست کر دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی (بھی) استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (برا جانے) اور یہ کمزور ترین ایمان ہوگا۔" (۵۵)

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے علی تمہاری کوشش سے ایک آدمی کا بھی دین حق قبول کر لینا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔" (۵۶)

۹۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تمہیں نیکی کی ضرور ہدایت کرنی ہوگی اور برائی سے ضرور روکنا ہوگا، ورنہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے پھر تم اسے پکارو اور تمہیں جواب نہ آئے گا۔" (۵۷)

۱۰۔ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کوئی آدمی ایسے لوگوں میں گناہ کرے جو لوگ اس کو درست کرنے پر قادر ہونے کے باوجود درست نہ کریں تو مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں ضرور عذاب دے گا۔ (۵۸)

دعوتِ وتبلیغ میں میڈیا کا کردار

میڈیا کا کردار یہ ہے کہ اپنی بات احسن اور موثر انداز میں دوسروں تک پہنچائی جائے تا کہ ان پر آپ کا نقطۂ نظر خوب واضح ہو جائے اور وہ اس کے قائل ہو جائیں یا اگر آپ کے مخالف آپ کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کریں تو اس کا اس طرح توڑ کیا جائے کہ آپ کو کم سے کم نقصان پہنچے۔ یہ چیزیں ہمیں قرآن کریم وسنت نے خوب سکھائی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے فرماتے ہیں:

قَالَ رَبِّ اِنِّی دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ

دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا
وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا O ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا O ثُمَّ
اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا O فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاO(۵۹)

"(نوح علیہ السلام نے) کہا اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے۔ مگر میرے بلانے سے یہ لوگ اور زیادہ بھاگنے لگے۔ میں جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لئے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اڑ گئے اور پھر بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انہیں بآواز بلند بلایا۔ بیشک میں نے ان سے علانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی۔ یعنی ایمان اور اطاعت کا راستہ اپنا لو، اور اپنے رب سے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ لو۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔"

حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی مثال لیجئے انہیں جب اللہ تعالیٰ نے خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا تو انہوں نے کہا میری زبان میں تو لکنت ہے، اپنی بات عمدگی سے نہ کہہ سکوں گا، چنانچہ ان کے بھائی ہارون کو انکا نائب بنا دیا گیا۔ پھر انہیں حکم دیا گیا کہ فرعون کے پاس جاؤ لیکن اپنی بات نرمی اور دھیمے انداز میں کہنا:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى O فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ
يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى O (۶۰)

"تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بڑی سرکشی کی ہے۔ اسے نرمی سے سمجھاؤ کہ شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔"

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (٦١)

اے نبی ﷺ! اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یہ بھی فرمایا کہ ان بتوں کو برا بھلا نہ کہو مبادا وہ تمہارے اللہ کو برا بھلا کہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی کہ:

وَلَا تَسُبُّو االَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًم ا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (٦٢)

اے مسلمانو! اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جاہلانہ ضد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہترین مقرر تھے۔ آپ ﷺ کی آواز بلند اور پاٹ دار تھی۔ تیز نہ بولتے تھے تاکہ مخاطب اچھی طرح سمجھ جائیں۔ حسب ضرورت ہاتھوں سے اشارے بھی کرتے تھے۔ آواز میں زیر و بم بھی تھا۔

کفار کے جھوٹے پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کے لئے آپ ﷺ حضرت حسانؓ ثابت کے لئے مسجد میں ممبر رکھوا دیا کرتے تھے کہ جب حسان حق کی مدافعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے اس کی اعانت کرتے ہیں۔ (٦٣)

مغربی میڈیا کے اثرات ایک جائزہ

آج امت مسلمہ جس عظیم قوت سے محروم ہیں وہ میڈیا کی طاقت ہے، جبکہ مغرب نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر امت مسلمہ کو بدنام کیا اور اس کو مختلف ناموں سے پکارا۔ مغربی میڈیا اور اس کے دانشوروں نے امت مسلمہ کو اشتعال انگیز ناموں کی بنیاد پرست (Fundamentalist)، دہشت گرد (Terrorist)، جنونی (Fanatics)، انتہا پسند

(Extremist) سے یاد کر کے اپنے خلاف امت مسلمہ کے غصے کی لہر میں اضافہ کیا۔ (۶۴)

میڈیا کے ذریعے اہل مغرب نے ان عوامل کا اظہار کیا

☆خلافت فطرت تو خلافت طبیعت امور، ☆عزت نفس کی مجروحی، ☆غصب حقوق، ☆خیانت اور بددیانت، ☆غداری اور دغابازی، ☆ظلم وبربریت، ☆بغض وعداوت، ☆بہتان طرازی، ☆وعدہ خلافی، ☆دورخاپن، ☆بے حیائی وفحش گوئی۔

مغرب نے میڈیا کے زور پر ہی امت مسلمہ کی حق تلفی کرتے ہوئے دن کو رات کہا

دینی طرز زندگی کو انتہا پسندی کا نام دینا ایسا ہی ہے جیسے کوئی دن کو رات کہے اور سایہ کو دھوپ۔

تسمية الاشياء بغير اسماء ها(۶۵)

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کے نزدیک غیر مسلموں کو کافر کہنا بھی انتہا پسندی اور تعصب ہے۔ حالانکہ ایمان کی یہ بنیاد ہے کہ مومن اس بات پر یقین رکھے کہ وہ حق پر ہے اور اس کے مخالفین باطل پر ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جس میں رواداری کی گنجائش نہیں۔ (۶۶)

یورپ کی اصل کوشش یہ ہے کہ جس ''نظام زندگی'' کو اس نے اختیار کر رکھا ہے ساری دنیا اسے اختیار کرے اور اس کی مزاحمت نہ کی جائے اور یورپ خود کو ایک مجسم نظام کی حیثیت سے پیش کر کے جو نمونہ لاتا ہے وہ اسلام کو بدنام کرنے کے ہر حربے پر پورا اترتا ہے۔ انسانی زندگی کی بے وقعتی، خاندانی نظام کی بربادی، سماجی رابطوں کی مادی تعمیر، دولت کی سرمایہ دارانہ تقسیم، اختیارات کا ایک طبقے میں ارتکاز، نسلی ولسانی فسادات، ایک یورپی قوم کی دوسری یورپی قوم پر برتری کی خواہش ہے۔ ترقی کو خود تک محدود کر کے رکھنا اور ٹیکنالوجی کے ذریعے قوموں کو بلیک میل کرنا، یہ سارے وطیرے یورپ کے ہیں۔ (۶۷)

مشنری کھلم کھلا کہتے ہیں اسلام راجعی اور متاخر ہے کیونکہ اس کے ماننے والے رجعی اور پسماندہ ہیں اور مسیحیت ترقی یافتہ اور مہذب ہیں، کیونکہ ان کی مذہبی دنیا مہذب اور ترقی یافتہ ہے۔

آج ہماری ذمہ داری اس حوالے سے بہت بڑھ جاتی ہے کہ ہمیں بڑی حکمت و بصیرت کے ساتھ نہ صرف مغربی پروپیگنڈے کوغلط ثابت کرنا ہے بلکہ دعوت وتبلیغ کی صدا سے ان کو بھی بہرمند کرنا ہے۔

میڈیا کی طاقت آج مسلمہ ہے، اگر آج مسلمان اسلام دشمن طاقتوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کا توڑ کرنے اور اپنے ملی و دعوتی مقاصد کے حصول کے لئے عالمی سطح پر ایک طاقتور میڈیا مشینری قائم نہیں کرسکے تو ان کی کم نگاہی ہے۔(۶۸)

دعوت وتبلیغ کے بڑھتے ہوئے اثرونفوذ کو روکنے کے اقدامات

امریکن نیشنل سیکورٹی کی رپورٹ میں اسلام کے تیزی سے مقبول ہوتے ہوئے رجحانات اور دعوت وتبلیغ کی تحریکوں کے بڑھتے ہوئے اثرونفوذ پر بھی خصوصیات کے ساتھ گہری تشویش کا اظہار کیا گیا ہے اور ان کی موثر روک تھام کے لئے درج ذیل اقدامات تجویز کئے گئے ہیں:

۱۔ امت مسلمہ کو آپس کے جھگڑوں اور اختلافات میں مصروف رکھا جائے گا تاکہ وہ کوئی بڑی قوت نہ بن سکیں اور امریکہ کے خلاف ان کی مزاحمت تقویت نہ پکڑ سکے۔

۲۔ ان ریاستوں کی حکومتوں میں تبدیل کروادی جائیں گی، جو نفاذ اسلام کے لئے سنجیدگی سے کوشش کررہی ہیں جن حکومتوں نے اسلام نافذ کرنے کی ابتداء کردی ہے انہیں شرعی قوانین کے نفاذ سے روک دیا جائے گا اور شرعی قوانین کو بھی تبدیل کردیا جائے گا۔

۳۔ مؤثر مشائخ اور علماء کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے رائے عامہ کو متاثر کرنے کا موقع فراہم نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ اسلام پسند عناصر (بنیاد پرستوں) کو کسی ملک میں بھی تعلیمی اداروں اور ذرائع

ابلاغ کے ذریعے عوام تک رسائی حاصل کرنے اور رائے عامہ ہموار کرنے کا موقع فراہم نہیں کیا جائے گا۔

۵۔ خلیجی ریاستوں میں مسلمانوں کو روزگار کے مواقع فراہم نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ یہ افرادی قوت فلپائن، سری لنکا اور تھائی لینڈ سے حاصل کی جائے گی، ان لوگوں کے ذریعے خلیجی ریاستوں کی تہذیب و ثقافت تبدیل کردی جائے گی۔ اسلامی اقدار اور اسلامی رسومات کو ختم کر دیا جائے گا۔ وہاں پاکستان اور بنگلہ دیش کے افراد کو روزگار پر مکمل پابندی لگادی جائے گی۔

۶۔ تمام ممالک کے تعلیمی اور ثقافتی اداروں میں اصلاحات لائی جائیں گی۔ ذرائع ابلاغ کے پروگراموں کو وسعت دی جائے گی۔

۷۔ اسلام پسند عناصر اور اسلامی قیادت پر سختی سے نظر رکھی جائے گی۔

۸۔ وہ ممالک جو سوڈان اور پاکستان کی طرح اسلامی نظریات اور سوچ کے حامل ہوں گے انہیں اختلافات اور مسائل میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

انسانیت کے تمام مسائل کا حل۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی پیروی میں

Muhammad, may God bless him and grant him peace, warned his companions to avoid extremes which he explained was the cause of the destruction of earlier communities. Terrorists it appears, fell that this injunction does not apply to them. Terrorism is an act against God. Anyone who tries to justify such atrocities ultimately fails, since both the Sacred Law and theology abhor such acts as moral sins that run contrary to the essence of Islam. The Quran instructs Muslims in times of adversity to act with justice, perseverance

and patience. Terrorists apparently never think of relating their acts to the elementary principle that Islam place great value on the sanctity of human life. If someone kills another person- unless it is in retaliation for someone else or for causing corruption in the earth it is as if he had murdered all mankind, is verse of the Quran, which is disregarded by the fanaticism of hate.(69)

دعوت وتبلیغ امن وسلامتی کے لئے

طلوع اسلام سے قبل جنگ و جدل، قتل وخون، انتہا پسندی اور عدم برداشت کی کئی مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ بقول ''ایام العرب کا ایک سلسلہ ہے جو خون کی موجوں کی طرح سارے جزیرہ میں پھیلا ہوا تھا۔(۷۰) عربوں کے دور جہالت میں جذبہ انتقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ عرب جو شراب پر جان دیتے تھے انتقام لینے سے قبل اپنے لئے شراب پینا حرام سمجھتے تھے۔(۷۱) اسلام نے عرب کے چراواہوں کو جو ظلم وستم کے عادی تھے، انسان بنادیا اور ان کے اندر رحم وکرم، حلم وتواضع پیدا کردی۔ ان میں پریم کے جذبات پیدا کر دیئے یہ لوگ جاہل اور وحشی تھے، مگر چند ہی روز میں ان کو حکمرانوں کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچادیا۔(۷۲) ہر مذہب یہ چاہتا ہے کہ دوسرے مذاہب ختم ہوجائیں اور ان سب کی جگہ ان کا مذہب لے لے، اور ہر مذہب میں جبر وزبردستی داخل کرنا جائز ہے، لیکن اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن ان دونوں چیزوں سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۷۳)

''دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے الگ ہوچکی ہے۔''

آپ ﷺ نے تمام عمر سنیاس (رہبانیت) اختیار کرنے کا اپدیش (تلقین) بھی نہیں

دیا، بلکہ یہ کہا کہ اس دنیا میں رہو اسے برتو اور یہ بھی بتایا کہ دنیا میں رہنے کے زریں اصول کیا ہیں، اور یہاں رہ کر بھی ہمیں عزت اور شانتی کس طرح مل سکتی ہے۔(۷۴)

شریعت اسلامی دوسروں کے عقائد کا احترام کرتی ہے، اور جبر و زبردستی سے عقائد کو دوسروں پر ٹھونسنے سے انکاری ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہا گیا ہے کہ:

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۷۵)

''تو اب کیا آپ زبردستی کریں گے لوگوں پر کہ باایمان ہو جائیں۔''

آج پھر امت مسلمہ میں بیداری کی لہر ہے، تمام تر مسائل اور چیلنجز کے باوجود اسلام ان لوگوں کے گھروں میں پھیل رہا ہے جو اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف صف آرا ہیں۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے (۷۶)

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا (۷۷)

عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے شکوۂ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی (۷۸)

سکون صرف اسلام میں ہے

مغرب کی نوجوان نسلیں جس خوفناک اخلاقی روحانی بحران، الجھن اور کشمکش سے گزر رہی ہے نسلی امتیاز اور تشدد کی فضا میں جس سکوں و آسودگی کی تلاش ہوتی ہے وہ انہیں صرف اسلام میں ملتی ہے، نو وارد امریکی مسلمانوں کی رائے ہے کہ اسلام ہر لحاظ سے بہترین ہدایت اور بہترین نظم و ضبط کا مظہر ہے یہ خاندانی اقدار کا بہترین محافظ بھی ہے اور عقل و دانش کی حوصلہ افزائی کا موجب بھی، ان کا کہنا ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب نہیں یہ ایک طرز حیات ہے، وہ عالم گیر اور آفاقی مذہب ہے جو رنگ و نسل میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔(۷۹)

داعی کی خصوصیات

ا۔ داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی اور مرحمت و مواسات کا برتاؤ کرے۔

۲۔ اولادِ آدم کو راہ راست دکھانا، اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور بھائی، بھائی کو جہنم کی آگ میں جلتے نہیں دیکھ سکتا اور اس لئے بھی کہ اللہ دیکھ رہا ہے کہ جس طرح اس نے ہم پر کرم فرمایا ہے، اپنی رحمتوں کی بارش فرمائی ہے، کیا ہم بھی اس کی مخلوق سے اسی طرح رحم وکرم کا معاملہ کرتے ہیں؟ (۸۰)

۳۔ انسانوں کو دعوت حق دے کہ ان کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی کا برتاؤ کرے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ ذخیرہ آخرت اکٹھا کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔

۴۔ جو شخص اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسی ایسے کام کا آغاز کرے، جو لوگوں کے لئے تحریص، ترغیب اور تشویق کا ذریعہ بنے، تو اس کو تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا اور جو لوگ اس کام کو کریں گے اور اس پر چلیں گے اور ان لوگوں کے اجر وثواب میں ذرا کمی بھی نہ ہوگی۔

۵۔ دعوت وتبلیغ میں حکمت، نصیحت اور بہتر بحث ومباحثہ سے کام لینا چاہئے۔

۶۔ جو شخص کسی شرعی عذر، کسی مرض کی بنیاد پر دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دے سکے، تو اس کو چاہئے کہ جس طرح بھی ہو سکے روپے، پیسے، اخلاق وفکری تعلیمات کے ذریعہ سے تعاون کرے۔ (۸۱)

حکمت عملی

حکمت عملی ایک جامع اصطلاح ہے اور اس کے تحت وہ تمام طرز ہائے عمل آجاتے ہیں جو مخاطب کو قبولِ حق پر آمادہ کریں۔ مثلاً موقع ومحل کا لحاظ، مخاطب کی نفسیات، عقلی استدلال وغیرہ۔ قرآنی نقطۂ نظر سے حکمت تبلیغی طریقۂ کار میں اوّلین اہمیت کی حامل ہے۔ حکمت کا مطلب یہ ہے کہ بیوقوفوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے، بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت، استعداد اور حالات کو سمجھ کر نیز موقع ومحل کو دیکھ کر بات کی جائے۔ ہر طرح کے لوگوں کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکا جائے۔ جس شخص یا گروہ سے سابقہ پیش آئے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے،

پھر ایسے دلائل سے اس کا اعلاج کیا جائے جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اُس کے مرض کی جڑ نکال سکتے ہوں۔(۸۲)

تالیف قلب

انسان طبعاً شریفانہ جذبات کا ممنون ہوتا ہے اور یہ جذبات عناد اور ضد کے خیالات کو دور کرتے ہیں اور قبول حق کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔ اسی کو تالیف قلب کہا جاتا ہے۔ مکہ کے بعض رئیس اسی جذبہ کے تحت اسلام لائے تھے۔ حنین کی غنیمت کا سارا مال انہی کو تقسیم کر دیا گیا تھا۔ صفوان جو آپ ﷺ کا پرانا دشمن تھا اس نے کہا:

> "مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، جتنا دیا مجھے ان سے سخت بغض تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان احسانات نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ اب میری نگاہ میں ان سے زیادہ کوئی پیارا نہیں" اس قسم کے کئی واقعات پیش آئے۔(۸۳)

موقع ومحل

دعوت و تبلیغ بلاشبہ ایک سچے جذبے اور حقیقی لگن کی متقاضی ہے، لیکن جوشِ جنوں میں موقع ومحل کا لحاظ نہ کرنا سخت مضر ہے۔ مثلاً ایک داعی حق کو ان تمام اوقات میں دعوتِ حق سے احتراز کرنا چاہئے، جب مخاطب اعتراض اور نکتہ چینی کی طرف مائل ہو۔ نہ صرف اس حالت میں بلکہ دعوت پیش کرنے کے بعد بھی مخاطب پر اعتراض، نکتہ چینی کا دورہ پڑ جائے تو داعی کو چاہئے کہ بحث کو بڑھانے کی بجائے اس کو وہیں ختم کر کے وہاں سے ہٹ جائے اور کسی اور مناسب موقعہ کا انتظار کرے، جب مخاطب خالی الذہن یا کم از کم اعتراض و نکتہ چینی کے رجحان سے خالی ہو۔(۸۴)

آسانی پیدا کرنا

داعی کی یہ خصوصیت ہو کہ وہ مشکل نہیں بلکہ آسانی پیدا کرے، دعوت و تبلیغ کے بعض

شکل تقاضے ہوتے ہیں اور بعض سہل داعی لوگوں کی ذہنی استعداد کے مطابق بات کرے، آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو یمن میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لئے متعین یا اور رخصت کرتے ہوئے فرمایا:

یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَ (۸۵)

"دین الٰہی کو آسان کر کے پیش کرو، سخت بنا کر نہیں، لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا۔"

حضرت معاذ بن جبلؓ کو تلقین

عہد نبوی ﷺ میں ہر صحابی ہر حیثیت میں داعی ہوتا، آپ ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر مقرر فرمایا تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے تلقین کی:

"تم یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک قوم کے پاس جاؤ گے تو ان کو پہلے اس کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں، اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں، جب وہ یہ مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے۔ یہ صدقہ ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے غریبوں کو دلایا جائے اور جب وہ اس کو تسلیم کر لیں تو دیکھو صدقہ میں چن چن کر ان کے بڑھیا مال کو نہ لینا اور ہاں مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔(۸۶)

اخلاق و کردار سے متاثر کرنا

غیر مسلموں میں دعوت و تبلیغ کا بڑا ذریعہ داعی کا اخلاق و کردار ہے، اس لئے کہ اسلام کی وہ عبادات جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے وہ غیر مسلموں کو نظر نہیں آتیں اور نہ براہ راست وہ

انہیں متاثر کرتی ہیں اور وہ عموماً ان کی نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ غیر مسلموں کو مسلمان داعی اپنے اخلاق وکردار، اپنے اوصاف واعمال اور نیکی کے کاموں ہی سے متاثر کرسکتا ہے۔ آپ ﷺ بعثت سے پہلے اپنے اعلیٰ کردار کی وجہ سے صادق وامین مشہور تھے، حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے نزول کے وقت آپ ﷺ سے فرمایا تھا:

"اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز بے سہارا نہیں چھوڑے گا، کیونکہ آپ ﷺ صلح رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کو کما کر کھلاتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب میں مدد کرتے ہیں"۔(۸۷)

داعی عقلی استدلال کے ذریعہ دین کی دعوت دے

دعوت وتبلیغ کی حکمت عملی کا اسوۂ حسنہ ﷺ کی روشنی میں تقاضا ہے کہ عقلی دلائل اور مشاہداتی براہین کے ذریعے دعوت دین کو موثر بنایا جائے، آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہماری یہی راہ نمائی کرتا ہے، آپ ﷺ پر نازل ہونے والے سب سے عظیم معجزے قرآن عظیم ہماری اسی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور ہمارے لئے عقلی استدلال کی شاندار مثالیں پیش کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہیں:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا-(۸۸)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی بناوٹ اور رات دن کے الٹ پھیر میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرتے ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ پر غور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے (یہ عالم) بیکار نہیں بنایا"۔

خارجی ومشاہداتی دلائل کے ساتھ اس نے نفسی دلائل بھی مہیا کئے:

وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۔(۸۹)

''اور خود تمہارے اندر نشانیاں ہیں تم دیکھتے نہیں''

صحیفۂ محمدی کی نسبت ہر جگہ یہ الفاظ فرمائے:

تَبْصِرَۃً وَّ ذِکْرٰی لِکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ (۹۰)

''یہ بصیرت اور نصیحت ہے ہر رجوع ہونے والے بندے کے لئے۔''

ھٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّکُمْ (۹۱)

''یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے بصیرتیں ہیں۔''

ھٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ(۹۲)

''یہ لوگوں کے لئے بصیرتیں ہیں۔''

اَفَلَا یَتَدَ بَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ(۹۳)

''کیا قرآن میں تدبر نہیں کرتے''

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا(۹۴)

''کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے ہیں۔''

تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ(۹۵)

''یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں۔''

قُلْ ھَلْ عِنْدَکُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْہُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ○قُلْ فَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ الْبَالِغَۃُ (۹۶)

''اے پیغمبر آپ ﷺ فرمادیں کہ تمہارے پاس کوئی (یقینی) علم ہے کہ اس کو تم ہمارے لئے ظاہر کرو، تم تو گمان ہی کے پیچھے چلتے ہو اور تم تو اٹکل ہی کرتے ہو۔ آپ ﷺ فرمادیں اللہ ہی کی ہے پہنچتی ہوئی دلیل''۔

لِیَھْلِکَ مَنْ ھَلَکَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ

وَ اِنَّ اللّٰہَ لَسَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ O (۹۷)

"تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو جیتا رہے وہ دلیل سے جیے اور اللہ تعالیٰ ہے سننے والا، جاننے والا"۔

وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ اٰیَۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ یَمُرُّوۡنَ عَلَیۡہَا وَ ہُمۡ عَنۡہَا مُعۡرِضُوۡنَ O (۹۸)

"اور آسمانوں اور زمین میں (اللہ کی توحید کی) کتنی نشانیاں (دلیلیں) ہیں جن پر وہ گزر جاتے ہیں اور وہ ان پر غور نہیں کرتے"۔

مشترکہ نکات سے دعوت کی ابتداء

دعوت و تبلیغ کی حکمت عملی کے تحت دعوتی گفتگو کا آغاز ان مشترکہ نکات اور اساسات سے کرنا چاہیے جو دونوں فریقوں میں مشترک ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کے ذریعے اس انداز سے دعوت دینے کا سبق دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِہٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ (۹۹)

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں۔

آج کا المیہ

ہمارے ہاں اگرچہ ہر علاقے میں غیر مسلم موجود ہیں اور ایسے مسلمان بھی جنہیں اسلام کے بارے میں کچھ بھی شد و بد نہیں ان میں اسلام کی دعوت نہ پھیلنے کا سبب ہم خود ہیں، ایک تو ہم نے یہ کام ترک کرنے کے بعد بھلا ڈالا اور اپنوں تک محدود کر لیا، اور دوسرے دین کی بنیادی او

اساسی باتوں کی طرف دعوت دینے کے بجائے مسالک، فروعات، جزئیات اور مختلف فیہ مسائل کی طرف دعوت دی جارہی ہے اور اس پر مستزاد گروہی، مسلکی تعصبات، نفرتیں دین سے دوری کا سبب بن رہی ہیں اور غیروں میں اسلام کی طرف سے غلط فہمی پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی ۔۔۔ برقِ طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی ۔۔۔ فلسفہ رہ گیا، تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے ۔۔۔ یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے(۱۰۰)

داعی کی دلسوزی

موعظ حسنہ میں دوسری اہم بات مبلغ کی دلسوزی و خیر خواہی ہے۔ دعوت ایک ایسا عمل ہے جس کے نتیجے میں قلبی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک اپنے تاریخی پس منظر، نظریاتی وابستگی اور خاندانی وقار کے تقاضوں کو نہیں بھلاسکتا جب تک اسے داعی کی بے لوثی، نیک نفسی اور دلسوزی کا یقین نہ ہو جائے۔ تمام انبیاء علیہ السلام کے دعوتی عمل میں یہ پہلو نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ ان کے استدلال میں، ان کی جذباتی وفطری اپیل میں اور عبرت آموز واقعات کے بیان میں ہر جگہ ایک ہی جذبہ، ایک ہی روح اور ایک ہی خواہش نظر آتی ہے کہ مخاطب کسی طرح حق کی آواز سن لے اور اس کی صداقت کو مان لے۔ یہ مقدس نفوس نہ صرف یہ کہ اس حقیقت کا خود شعور رکھتے ہیں بلکہ مخاطب کو بھی مختلف وجوہ سے اپنی یہ مقدس نفوس، اپنی بے غرضی اور ایثار کا احساس دلاتے ہیں، کیونکہ اس کی معرفت سے دعوت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ہر نبی نے مخاطبین کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس دعوت کے ذریعے کوئی ذاتی مفاد یا مالی منفعت حاصل نہیں کرنا چاہتے۔(۱۰۱)

سابقہ انبیاء کرام علیہ السلام نے دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا تو ان کے خلوص اور دلسوزی کا ذکر قرآن پاک میں ہمیں ان الفاظ میں ملتا ہے:

وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ(۱۰۲)

''میں اس کام کا تم سے صلہ نہیں مانگتا۔''

اِنَّ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ(۱۰۳)

''میرا صلہ تو خدائے ربّ العالمین پر ہے۔''

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ(۱۰۴)

''میرا صلہ تو خدائے رب العالمین ہی پر ہے۔

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ(۱۰۵)

''میرا صلہ تو اس کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، بھلا تم سمجھتے کیوں نہیں۔''

نفرت و انتقام کی جگہ ہمدردی و خیر خواہی

داعیان حق جس قدر مصائب و آلام کا شکار ہوتے ہیں اور جس طرح ثبات و استقامت کے ساتھ اپنا دعوتی عمل جاری رکھتے ہیں، وہ بھی ان کی بےلوثی کی دلیل ہے۔فساد و بگاڑ کی اصلاح کا جو انداز وہ اختیار کرتے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ان میں نفرت و انتقام کی جگہ ایک حاذق معالج کی ہمدردی و خیر خواہی واضح ہے۔وہ مخالفتوں میں گھبرانے اور چڑنے کی بجائے دعائیں دیتے ہیں-(۱۰۶)

حضرت عیسیٰؑ کی دلسوزی و خیر خواہی

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُO(۱۰۷)

''اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو (تیری مہربانی ہے) بیشک تو غالب اور حکمت والا ہے۔''

داعی اعظم ﷺ کا پتھر کھا کر دعائیں دینا

غزوہ اُحد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لہولہان کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ شدید اذیت کے لمحات میں دست بدعا ہو کر یوں گویا ہوتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ(۱۰۸)

''اے اللہ! میری قوم کو بخش دے، یہ حقیقت کا علم نہیں رکھتے''

داعی کی زبان

مقولہ مشہور ہے زبانِ شیریں ملک گیریں۔ داعی کی خصوصیات میں اہم ترین داعی کی زبان اور اس کا اسلوب بیان ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مبلغ وداعی کی حیثیت سے گفتگو کا بے نظیر اسوۂ چھوڑا ہے جو آپ ﷺ کی داعیانہ زبان اور مبلّغانہ کلام کا تجزیہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے:

هُوَ المسک مَا كرَّرتَهٗ يتضوّع(۱۰۹)

''کلام کا نرم انداز مخاطب میں سننے کی صلاحیت کو مستحکم کرتا ہے اور اسے ضد اور عناد کا شکار نہیں ہونے دیتا۔''

قرآن کریم نے اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا کہ مخاطب کی کسی طرح تحقیر کرو، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ان کو گالی نہ دو کہ وہ تجاوز کر کے بے جانے بوجھے اللہ کو گالی دے بیٹھیں۔''(۱۱۰)

داعی کے لئے آپ ﷺ کا انداز اور صفات حسنہ

دعوت وتبلیغ کی حکمت عملی کے تحت داعی ہمیشہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ دیکھتا ہے کہ آپ ﷺ ہر ایک کے ساتھ کس انداز سے پیش آتے اپنے، بیگانے، ہر ایک کا درد آپ ﷺ کے دل میں ہوتا، ہر ایک کے لئے خیر کی تمنا لئے ہوتے، گھر سے نکلتے اور سلام میں ہمیشہ پہلے کرتے اور فرماتے کہ سلام میں پہل کرنے والا کبر سے محفوظ ہوتا ہے۔(۱۱۱) بچوں کے ساتھ گفتگو فرماتے ا انہیں سلام کرتے۔(۱۱۲) بچوں سے پیار بھی کرتے۔(۱۱۳) بازار کو ناپسندیدہ سمجھتے۔(۱۱۴) لیکن وہاں جاتے تو ہر ایک کو سلام کرتے۔(۱۱۵) انتہائی خوش مزاج تھے اور متبسم رہتے۔(۱۱۶) مسکراتے چہرے سے ملتے اور اسے نیکی اور شائستگی قرار دیتے۔(۱۱۷) صحابہؓ کی مح

میں بیٹھتے تو عام ادمی کوئی فرق محسوس نہیں کرتا تھا(۱۱۸) نماز صبح کے بعد خصوصی مجلس ہوتی تھی۔(۱۱۹)اس میں قصے بھی ہوتے اور ہنسی بھی۔(۱۲۰) بیماروں کی عیادت کا اہتمام کرتے۔(۱۲۱) حدیث کی کتابوں میں آپ ﷺ کا وہ مشہور جملہ موجود ہے جو آپ ﷺ اکثر بیماروں کی عیادت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے، وہ جملہ یہ ہے: ''لا باس طھور ان شاء اللہ'' (۱۲۲) مزاح بھی فرماتے۔حضرت انسؓ کو ''یا ذوالاذنین'' کہہ کر پکارتے۔(۱۲۳)اشعار بھی سنے،انہیں پسند بھی فرمایا،لبید کے درج ذیل ایک مصرع کو اصدق الکلمۃ کہا۔(۱۲۴)

اَلا کُل شئی مَا خلاَ اللّٰہ باطلُ　　وَ کُل نعیمِ لا محالۃَ زائلُ

رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ہمسایوں کا خیال آپ ﷺ کی تعلیمات کا اہم حصہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔'' (۱۲۵)

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے'' (۱۲۶) ''حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وہ شخص مومن نہیں، سوال کرنے پر آپ ﷺ نے جواب دیا وہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں'' (۱۲۷)

''حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔'' (۱۲۸)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبت، فحش گوئی، عیب چینی، حسد، بغض اور لوگوں کے درمیان عداوت پیدا کرنے سے شدید نفرت تھی۔(۱۲۹) عبداللہ بن ابی۔(۱۳۰) کے سلسلہ میں مروت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہ ایک مستقل نمونہ ہے۔سماجی زندگی میں دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ایک ایفائے عہد حسن سلوک دوسرے عفوو درگزر۔حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی زندگی میں یہ دونوں خصوصیات بہت ابھری ہوئی ہیں۔ حمزہؓ۔(۱۴۱) کے قاتل وحشی اور ابوسفیان کی بیوی۔(۱۴۲) مکہ والوں کو "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" فرمانا معاشرتی اور سیاسی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلق خدا کے لئے ہمدردی و خیر خواہی تمام اعمال کی محرک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔"(۱۴۳)

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمز مسلمانی　　اُخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی(۱۴۴)

خلق خدا کے لئے محبت و شفقت ہر مومن سے مطلوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث میں لوگوں کے ساتھ نرم روی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔"(۱۴۵) نفع بخشی و فیض رسانی اولین خلق ہے جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی، آپ نے فرمایا: "لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔"(۱۴۶)

یہ نفع بخشی بغیر کسی ذاتی غرض و مصلحت کے ہے۔ رشتہ داروں، عام ضرورت مندوں، عام انسانوں حتیٰ کہ جانوروں سے حسن سلوک پسندیدہ رویہ ہے۔ بدسلوکی اور ضرر رسانی ناپسندیدہ رویہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن رتبے کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ دیں۔"(۱۴۷)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی بعض احادیث میں اچھی بات اور اچھا عمل پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اگر انسان کو اس پر قدرت نہ ہو تو برائی کرنے اور ضرر پہنچانے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں حکمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ابلاغ ملاحظہ فرمائیں۔

"جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات کہنی چاہئے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔"(۱۴۸) "ہر اچھی بات صدقہ ہے۔"(۱۴۹)

دعوت کی طوالت پر صبر کرنا

غیر مسلموں میں دعوت وتبلیغ کے کام میں صبر وثبات اور ثابت قدمی سے جم کر کام کرنے کی ضرورت ہے، کسی فرد کے دل عقیدے اور صدیوں کی روایات وتصورات کو بدلنا آسان کام نہیں، قرآن کریم کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ اسلام نے ساڑھے نو سو برس تک مسلسل دعوت وتبلیغ کا کام کیا، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ط(۱۴۰)

''اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، وہ ان میں ساڑھے نو سو سال تک رہے۔''

حضرت ابراہیم نے ایک سو سال کے قریب دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے ہزاروں میل کے فاصلے طے کیے، کئی دعوتی مراکز بنائے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ O(۱۴۱)

''اور میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ ضرور میری رہنمائی کرے گا۔''

حضرت موسیٰ نے کتنی محنت کی اور کس طرح غیر مسلموں اور اپنے ماننے والوں میں کام کیا کتنی تکلیفیں اٹھائیں، قرآن نے ان کے الفاظ یوں نقل کیے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ط(۱۴۲)

''اور (یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم مجھے کیوں ستا رہے ہو حالانکہ تمہیں (بخوبی) معلوم ہے کہ میں تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں۔''

اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھی ہماری راہ نمائی کرتا ہے۔

دعوت وتبلیغ کے اثرات

انسان فطری طور پر اس دنیا میں اپنے عمل کے نتائج دیکھنا چاہتا ہے۔ نتائج سے بے نیاز ہوکر کوئی کام انجام دینا اس کے لئے آسان نہیں ہے، لیکن اگر ہم نتائج کو سیاسی غلبہ سے الگ کر کے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جو شخص خلوص کے ساتھ خدا کے دین کی دعوت لے کر اٹھے وہ اس کو غالب نہ بھی کر سکے تو اس کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے کسی نہ کسی درجہ میں اپنے اثرات لازماً چھوڑ جاتی ہے۔ تاریخ میں ایسے کتنے افراد گزر چکے ہیں جنہوں نے صداقت، اخلاص، امانت، خداترسی وتقویٰ وطہارت کی دعوت دی۔ ان کی اس دعوت سے کوئی سیاسی انقلاب تو نہیں آیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کی تعلیمات، ان کے مخالفین تک کی زندگیوں میں دبے پاؤں داخل ہوگئیں، اور وہ اپنے بہت سے معاملات میں انہی کے بتائے ہوئے اقدار کے تحت سوچنے پر مجبور ہوگئے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب کوئی جاندار دعوت اٹھتی ہے تو اس کے اثرات سے ماحول کا آزاد رہنا مشکل ہے۔ بعض اوقات یہ اثرات ٹھوس اور مادی شکل میں ہمارے سامنے نہیں ہوتے، لیکن وہ انسان کی رگوں میں خون بن کے اس طرح دوڑنے لگتے ہیں کہ اسے خبر تک نہیں ہوتی۔ وہ اس کے جذبات و احساسات میں شامل ہوجاتے ہیں، اور وہ محسوس بھی نہیں کر پاتا۔ (۱۴۳)

آپ ﷺ کی دعوت وتبلیغ کے اثرات

ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حکیمانہ دعوت وتبلیغ کے نتیجہ میں تمام مشکلات اور دشواریوں کی دیواریں ایک ایک کر کے ٹوٹتی گئیں۔ اسلام پھیلا، اور اس طرح پھیلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا کو چھوڑا تو تمام عرب میں آیک بھی بت پرست نہ تھا، لہٰذا پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے اسباب کیا تھے؟ مخالفین کے نزدیک تو اس کا جواب تلوار ہے لیکن کارلائل کے کہنے کے مطابق نہتے اور یک وتنہا اسلام کے ہاتھ میں یہ تلوار کس تلوار کے زور سے آئی؟ واقعہ تو یہ ہے کہ یہ تلوار صرف اسلام کی تبلیغی دعوت ہی تھی۔ (۱۴۴)

داعیوں اور مبلغوں کے لئے رسول اکرم ﷺ کا مثالی اسوۂ حسنہ:

دنیا کی تاریخ میں کون سا ایسا داعی و مبلغ گزرا ہے جس کے ہاتھوں اتنی بڑی اور راست باز تعداد میں لوگ تیار ہوئے ہوں، جتنی بڑی تعداد میں آپ ﷺ کی تربیت کے ذریعے تیار ہوئے۔ جن لوگوں کی تربیت آپ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی وہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کیا تھے؟ اور پھر کیا ہوئے؟

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا (۱۳۵)

داعی ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے

حق کی دعوت جب بھی اٹھے تو ضروری نہیں کہ دنیا سے لازماً باطل کا خاتمہ ہو جائے، اور حق کی حکومت قائم ہو جائے، یہاں حق کو مظلوم بھی دیکھا گیا ہے اور اسے فتح و کامرانی بھی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن داعی حق ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔ وہ ناکام نہیں ہوتا، دعوت کی کامیابی یہ ہے کہ مخالف قوتیں اس کے راہ سے ہٹ جائیں اور وہ دنیا پر چھا جائے، لیکن داعی کی کامیابی یہ ہے کہ وہ دعوت کے لئے اپنا سب کچھ لگا دے۔ (۱۳۶)

دعوت کی کامیابی اور داعی کی کامیابی کا فرق

بہت سے لوگ دعوت کی کامیابی اور داعی کی کامیابی میں فرق نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ داعی کی کامیابی کے لئے دعوت کی کامیابی ضروری نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ داعی خدا کے دین کی طرف دعوت دیتے دیتے ختم ہو جائے اور نوع انسانی کا ایک فرد بھی اس کا ساتھ نہ دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ نظام باطل کو ختم کر کے خدا کی زمین پر خدا کی حکومت قائم کر دے۔ وہ ہر حال میں فلاح یاب ہے۔ اس کی کامیابی قطعاً اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ حق عملاً غالب اور باطل مغلوب ہو جائے۔ کیونکہ اس کا تعلق داعی سے نہیں ہے بلکہ اس بات سے ہے کہ جن لوگوں کو دعوت دی جا رہی ہے وہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں، اگر وہ حق کو قبول کرتے ہیں تو حق غالب ہوگا اور رد کرتے ہیں تو غالب نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ایک ایسا واقعہ جس کا

تعلق داعی کی ذات سے نہیں ہے، وہ اپنی کامیابی میں اس کا محتاج نہیں ہوسکتا۔ داعی کے پیغام کو اگر ساری دنیا مل کر بالاتفاق رد کر ے تو بھی اس پر جرم ہرگز عائد نہ ہوگا کہ تمہاری بات کیوں رد کردی گئی؟ کیونکہ یہ داعی کی کوتا نہیں بلکہ اس کے مخاطبین کی کوتاہی ہے اور خدا کے دربار میں کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے میں پکڑا نہیں جاتا۔ (۱۴۷)

آج الحمدللہ دعوت بلغ کی حکمت عملی اور برکات کی وجہ سے دنیا کے تمام ممالک کی اسلام کی روشنی پھیلی ہوئی ہے میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں داعی اعظم ﷺ کے نام لیوان ہوں۔

دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں ں مسلمانوں کی آبادی:

بحرین سے شائع نے والے میگزین ''الہدایہ'' نے دنیا بھر میں مسلمانوں کی آبادی کے اعداد وشمار شائع کئے نیا میں مسلم آبادی کے سلسلے میں اسے تازہ ترین سروے قرار دیا ہے۔ اس طرح کے اعدا م یوتھ اسمبلی ریاض (سعودی عرب) کے ایک تحقیقی مقالے میں بھی پیش کئے گئے ہیں، طابق اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی آبادی میں الحمدللہ دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں ۱۳۱ اور کے درمیان سالانہ اضافہ ہورہا ہے۔

مختلف ملکوں میں مسلم ناسب

ملک	آبادی فیصد میں	ملک	آبادی فیصد میں	ملک	آبادی فیصد میں	ملک	آبادی فیصد میں
چاڈ	۸۰	پاکستان	۹۷	بنگلہ دیش	۸۶	گمبیا	۸۴
مالی	۸۵	سوڈان	۸۲	یوگنڈا	۳۲	سینی گال	۹۰
بنین	۵۰	شمالی یمن	۹۹	بورکینا فاسو	۶۰	جنوبی یمن	۹۸
صومالیہ	۹۹	جبوتی	۹۶	گینیا	۹۲	افغانستان	۹۹
سرالیون	۶۵	مالدیپ	۱۰۰	نائجیر	۸۶	موریطانیہ	۰
سرالیون	۶۵	مالدیب	۱۰۰	نائجیر	۸۶	موریطانیہ	۹۵

جزائر القمر	۹۴	انڈونیشیا	۹۰	مصر	۹۳	جزائر سسلی	۱
گیمبیا بساؤ	۶۵	لائبیریا	۳۰	مراکش	۹۶	گھانا	۳۰
نائجیریا	۷۰	گنیا	۳۵	کیمرون	۵۵	کینیا	۳۵
لبنان	۵۵	موزمبیق	۲۵	تیونس	۹۵	کانگو	۶۰ ہزار
شام	۹۷	ملاوی	۲۰ ہزار	ترکی	۹۸	بورنڈی	۲۵ ہزار
اردن	۹۳	زائر	۱۰ ہزار	ملائیشیا	۵۶	روانڈا	۶ ہزار
الجزائر	۹۷	مغربی افریقہ	ایک ملین	گابون	۴۰	جزائر	ایک فیصد
اومان	۹۹	سری لنکا	۶۸	سعودی عرب	۱۰۰	نیپال	۲
کویت	۹۹	فلپائن	۸	عراق	۹۵	برما	۴
برونائی	۷۷	قوم پرست چین	۱٫۶	لیبیا	۹۸	یونان	۳
ایران	۹۸	سنگاپور	۱۶٫۹	بحرین	۹۶	کمبوڈیا	۲٫۹
قطر	۹۹	منگولیا	۳۳	متحدہ عرب امارات	۹۶	لاؤس	۱٫۱
فلسطین	۷۵	تھائی لینڈ	۴	زمبیا	۳۴	البانیہ	۶۰
انگولا	۱۵	فرانس	۴٫۵	نمیبیا	۰٫۴	مغربی جرمنی	۲٫۷۵
لسوتو	۵	قبرص	۱۹	جنوبی افریقہ	۳	جبل طارق	۱۰
سوازی لینڈ	۵	برطانیہ	۱٫۳۳	بوٹسوانا	۵	بلغاریہ	۹
بلجیم	۳٫۵	ارجنٹائن	۱٫۱۵	آسٹریا	۱٫۱۵	سری نام	۲۲
یوگوسلاویہ	۱۳٫۵	گیانا امریکا	۹٫۳۵	ہالینڈ	۳٫۱	آسٹریلیا	۱٫۵
امریکا	۹	نیوکلوڈونیا	۳	ٹرینڈاڈ	۶٫۶	فیجی	۷٫۷ (۱۴۸)

مڈغاسکر میں دعوت وتبلیغ کے اثرات

افریقہ کے ملک مڈغاسکر میں دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں وہاں کی بستی ''مانوگا'' کے ۹۰ فیصد افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔کویت میں قائم افریقہ مسلم کمیٹی کی کوششوں سے مڈغاسکر میں ۱۴

دیہات نے اسلام قبول کرلیا ہے۔(۱۴۹)

چاڈ اور ایوری کوسٹ میں دعوت وتبلیغ کے اثرات

براعظم افریقہ کے افریقی مسلم ملک چاڈ میں ''ساراکولائی'' نامی ایک قبیلے کے ۴۷۰۰ سے زیادہ افراد نے دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں اسلام قبول کرلیا ہے، جن میں ۱۴ عیسائی بشپ بھی شامل ہیں۔اسی طرح افریقی ملک ایوری کوسٹ میں ہر جمعہ کو تقریباً ۵۰ سے زیادہ افراد اسلام قبول کرلیتے ہیں۔(۱۵۰)

ایتھوپیا میں دعوت وتبلیغ کے اثرات

بھارتی جریدے ریڈیئنس میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق ایتھوپیا کے جنوبی صوبے میں بوراناقبیلے کے ۱۵ ہزار افراد نے ''افریقہ مسلم کمیٹی'' کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔(۱۵۱)

سعودی عرب میں حکیمانہ دعوت وتبلیغ کے اثرات

سعودی عرب میں گزشتہ دس برس کے دوران ۱۷ ہزار غیر مسلم مرد وخواتین نے اسلام قبول کیا ہے، اس سلسلے میں سعودی وزارت مذہبی امور کی طرف سے جاری تفصیلات کے مطابق گزشتہ دس برس کے دوران ۹۹۸۳ غیر مسلم مردوں اور ۶۵۶۶ غیر مسلم خواتین نے اسلام قبول کیا ہے۔ان میں سے ۹۴۶۲ فلپائنی، ۳۷۴۴ سری لنکن، ۲۳۱۷ بھارتی مرد وخواتین شامل ہیں، جبکہ دیگر کئی ملکوں کے غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔کویت میں دعوت وتبلیغ کے اثرات کے تحت سترہ ہزار غیر مسلموں سمیت ۲۲ امریکی فوجیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔(۱۵۲)

جمہوریہ بنین میں ۸ ہزار افراد کا قبول اسلام

رابطہ عالم اسلامی کے شائع ہونے والے جریدہ ''العالم الاسلامی'' کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ چار مہینوں کے دوران میں جمہوریہ بنین کے سات ہزار سات سو چوبیس افراد نے قبول اسلام کا اعلان کیا، یہ سب حکیمانہ دعوت وتبلیغ کے اثرات کے تحت ہوا۔(۱۵۳)

برصغیر پاک و ہند میں حکیمانہ دعوت و تبلیغ کے اثرات

برصغیر میں اسلام سب سے پہلے ان عرب تاجروں کے ذریعہ پہنچا جو ایک حیات آفریں تہذیب و تمدن، موثر شخصیت اور دل پذیر اخلاق و کردار سے مالا مال تھے۔ اس وقت ہندوستان کا معاشرہ ذات پات، اونچ نیچ اور رنگ و نسل کے امتیاز پر قائم تھا۔ مخصوص طبقوں کو خصوصی مراعات حاصل تھیں، جس کی پشت پناہی نام نہاد مذہب کر رہا تھا، دوسری طرف اچھوت ہر قسم کے انسانی و اخلاقی حقوق سے نہ صرف محروم تھے بلکہ جانوروں سے بدتر زندگی بسر کر رہے تھے۔ مالابار، گجرات، کچھ اور جزائر ہند میں تو اچھوتوں کا ناطقہ بند تھا، چنانچہ جب اسلام آیا اور مسلمان تاجروں نے اپنی معاشرت اور کردار سے اعلیٰ انسانی اخلاق، اصول مساوات و اخوت کا عملی نمونہ پیش کیا تو انہی اچھوتوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بڑے بڑے راجہ اور مہاراجہ بھی اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ (۱۵۴)

ڈاکٹر سروليم کی گواہی

ڈاکٹر سرولیم اسلام دشمنی کے باوجود مسلمانوں کی حکیمانہ دعوت و تبلیغ کے اثرات کی حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور نظر آتا ہے، وہ کہتا ہے:

> ''ہندوؤں نے دہانہ گنگا کی قدیم اقوام کو کبھی اپنی برادری میں شامل نہیں کیا، مسلمانوں نے جملہ انسانی مراعات کو برہمنوں اور اچھوتوں دونوں کے سامنے یکساں طور پر پیش کیا۔ ان پرجوش مبلغوں نے ہر جگہ یہ پیغام سنایا کہ ہر شخص کو خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں جھک جانا چاہئے۔ خدائے واحد کے سامنے تمام انسان برابر ہیں اور مٹی کے ذروں کی طرح ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، فتح کے بعد، فتح کا نعرہ جنگ ایک الہامی اور متبرک حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ (۱۵۵)

سید صباح الدین عبدالرحمٰن کا تجزیہ

برصغیر پاک و ہند میں حکیمانہ دعوت وتبلیغ کے اثرات کے حوالے سے ممتاز محقق سید صباح الدین عبدالرحمٰن رقمطراز ہیں:

"اسلام یہاں صرف ایک نورانی مشعل لایا تھا جس نے زمانہ قدیم میں جبکہ پرانے تمدن انحطاط پذیر ہو رہے تھے اور پاکیزہ مقاصد محض ذہنی معتقدات بن کر رہ گئے تھے۔ انسانی زندگی کو چھائی ہوئی ظلمتوں سے پاک کر دیا۔ آج کی اسلامی دنیا بھی ایک روحانی برادری ہے جس کو توحید اور مساوات کے مشترک عقیدے کا ایمانی رشتہ باہم منسلک کئے ہوئے ہے۔(۱۵۶)

سید صباح الدین عبدالرحمٰن مزید رقمطراز ہیں:

عربوں کی حکیمانہ دعوت وتبلیغ اور عربوں کے عقائد و عبادات کو دیکھ کر مالابار کے چیرامن پیرومن کا آخری راجہ بطیب خاطر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔"(۱۵۷)

سرکارِ دو عالم ﷺ سے لیکر صوفیاء کرام تک

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہوئے جن لوگوں تک دعوت پہنچائی وہ تمام کے تمام غیر مسلم تھے اس طرح صحابہ کرامؓ اور ابتدائی مبلغین نے بھی زیادہ تر دعوت و تبلیغ کا کام غیر مسلموں میں ہی کیا۔

برصغیر کے مبلغین و داعی صوفیاء کرام:

ہمارے برصغیر کے صوفیاء مبلغین و داعی حضرات نے بھی اپنا کام غیر مسلموں میں کیا اور اس کا نتیجہ ہے کہ آج کروڑوں مسلمان اس خطے میں موجود ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتی، سید علی ہمدانی، مجدد الف ثانی، سید علی ہجویری، بہاؤالدین زکریا ملتانی، اور دوسرے داعیوں نے ہزاروں، لاکھوں انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔(۱۵۸)

حاصل کلام:

آج امت مسلمہ کے جو حالات ہیں وہ ہم سب کے سامنے ہیں، یقیناً ہم دعوت وتبلیغ اگر حکمت عملی کے تحت موثر انداز میں کریں اور آج دنیا کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جائیں کہ آپ ﷺ کی رسالت اور قرآن مجید تمام دنیا کا مشترکہ سرمایہ ہے تو نہ صرف حالات ہمارے لئے سازگار ہوں گے بلکہ توحید ورسالت کی صدا چہار سو گونجے گی۔

اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو انشاءاللہ ہدایت ورہنمائی کے نتائج زیادہ موثر انداز میں برآمد ہوں گے۔

عوامی سطح پر:

۱۔ مسلم معاشرہ کے اندر دعوت وتزکیہ کا کام کرنا اور پہلے سے ہونے والے کاموں کو منظم ومربوط کرنا۔

۲۔ دعوت کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال جیسے آڈیو، وڈیو، سی ڈی، انٹرنیٹ وغیرہ۔

۳۔ تعلیم وتربیت کے موجودہ اداروں کی اصلاح کر کے انہیں موثر اور فعال بنانا اور نئے ادارے قائم کرنا۔

۴۔ غیر مسلموں میں اشاعت وتبلیغ اسلام کے کام کو منظم کرنا۔ جو تنظیمیں اور ادارے اس شعبے میں پہلے سے کام کر رہے ہیں ان کو باہم مربوط ومتحد کرنا اور مسلم حکمرانوں کو توجہ دلانا کہ وہ اس مقصد کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز مہیا کریں۔

۵۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہم اپنے قول وفعل سے یہ ثابت کریں کہ اسلام رواداری، بردباری اور امن وسلامتی کا مذہب ہے۔

۶۔ مختلف مسالک اور فرقوں کے درمیان ہم آہنگی اور بھائی چارے کے فروغ کے لئے علماء ومشائخ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے سرانجام دیں۔

۷۔ نومسلموں کی بحالی اور تعلیم و تربیت کے لئے ادارے قائم کرنا، ان کے لئے موزوں لٹریچر مہیا کرنا، ان کے روزگار کا انتظام کرنا وغیرہ۔

۸۔ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں کو منظم ہونے اور اسلامی احکام پر عمل درآمد کے لئے ادارے قائم کرنے میں ان کی مدد کرنا۔(۱۵۹)

حکومتی سطح پر

۱۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام کو سرکاری سطح پر منظم کرنا۔

۲۔ اقامت صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے فریضے کو مکمل طور سے قائم کرنا۔

۳۔ معاشرے سے بغض و عناد، نفرت و کدورت اور ابہام کو دور کرنے کی ہر سطح پر کوشش کی جائے۔

۴۔ اسلام دشمن قوتوں کے مذموم پروپیگنڈے کا بڑی حکمت سے جواب دینا اور اس کا موثر تدارک کرنا۔

۵۔ مسلم عوام (چھوٹوں، بڑوں، عورتوں مردوں سب) کی ایسی فکری، دینی اور قلبی تربیت کرنا کہ شریعت پر عمل اور دین کی اطاعت ان کی خواہش و رغبت بن جائے۔ اس غرض سے تعلیم و تربیت کے موجودہ اداروں کو فعال بنانا اور نئے ادارے قائم کرنا۔

۶۔ ملک بھر میں ہر سطح کی اسلامی تربیت گاہوں کا جال پھیلانا اور تربیت کے موجودہ اداروں کی اسلامی تناظر میں تشکیل نو کرنا۔

۷۔ مسلم معاشرے میں اسلامی تعلیمات کو موثر اور مدلل انداز میں پیش کرنا تا کہ ایک یکسو مسلم شخصیت پروان چڑھ سکے۔

۸۔ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے کاموں کو منظم کرنے کے لئے خاطر خواہ فنڈز مہیا کرنا اور اس کے لئے ضروری اقدامات کرنا جیسے دعاۃ کی تیاری، لٹریچر کی اشاعت،

اسکولوں اور اسپتالوں کا قیام وغیرہ (۱۶۰)

حرفِ آخر

ہم آخر میں یہی کہیں گے کہ آج عالمی سطح پر مسلمانوں کے لئے حالات سازگار نہیں، اتحاد و اتفاق اور قیادت کا فقدان ہے۔ دنیائے کفر اس کو مٹانے کے درپے ہے، پوری دنیائے کفر ایک نکتے پر متفق ہے کہ مسلمانوں کو تبدیل کردیا پھر ختم کردو ان تمام حالات کے باوجود ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اپنی ذمہ داریوں کو مزید احسن طریقے سے سرانجام دینا چاہئے۔ ہر مومن کا جسم اور روح صحیح معنوں میں سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں لگ جائے وہ خدا کے سچے دین کا سچا داعی بن جائے۔ وہ ہدایت کا ایسا چراغ بن جائے، جو جہاں بھی جائے، اس کے اردگرد کا ماحول اس کے کردار اور اس کے پاکیزہ الفاظ کی کرنوں سے جگمگانے لگے۔ اس کے لباس، خوراک، رہن سہن، بود و باش، بول چال اور معاملات سے وہی خوشبو آئے جو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی سیرت سے آیا کرتی تھی۔ وہ حق کا پیغام گھر گھر پہنچانے پر کمربستہ ہو جائے۔ وہ اپنے اللہ کا فرمان اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز بن جائے۔ اسے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہو اور اس پر نظر پڑے تو اللہ یاد آجائے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا   آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا (۱۶۱)

امت مسلمہ کی حقیقت چشم اقوام سے مخفی ہے، نور توحید کو ابھی پھیلنا اور پھولنا ہے، ہم دعوت و تبلیغ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں اس عزم کے ساتھ:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (۱۶۲)

"اور ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن بن جاؤ۔"

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں (۱۶۳)

اورانشاء اللہ وہ دن بھی آئے گا جب دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں شاعر مشرق کی یہ پیش گوئی پوری ہوگی۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے(۱۶۴)

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ O(۱۶۵)

میراارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے، میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن، سورہ النحل، آیت ۱۲۵

۲۔ القرآن، سورہ یوسف، آیت ۱۰۸

۳۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵۸

۴۔ محمد سلیمان قاسمی، گفتار رسول ﷺ، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۱۹۹۵ء، ص ۹۹

۵۔ لغات القرآن، ۱/۱۰۸

۶۔ ابن منظور الافریقی، لسان العرب، بیروت، دار العلم، ۱۹۵۶ء، جزء ۸، ص ۴۱۹

۷۔ ٹی، ڈبلیو، ارنلڈ، دعوت اسلام، ترجمہ شیخ عنایت اللہ، لاہور، محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب، ۲۰۰۴ء، ص ۲۳

۸۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل ﷺ، الفیصل ناشران کتب، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۵۵

۹۔ شبلی نعمانی، علامہ، سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، کراچی، دار الاشاعت، ۲۰۰۴ء، جلد ۴، ص ۵۶۴

۱۰۔ عبدالمجید، علامہ، آخری نبی ﷺ اور ان کی تعلیمات، فضلی سنز لمیٹڈ، کراچی، ۱۹۹۸ء، ص ۴۱۱

۱۱۔ القرآن، سورہ نساء، آیت ۱۶۵

۱۲۔ القرآن، سورہ مریم، آیات ۴۱-۴۵

۱۳۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، علامہ، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، کراچی، مجلس نشریات اسلام، س۔ن، ص ۲۸

۱۴۔ ندوی، ابوالحسن علی، علامہ، تبلیغ دعوت کا معجزانہ اسلوب، محولہ سابقہ، ص ۲۹
۱۵۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، علامہ، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، محولہ سابقہ، ص ۴۴
۱۶۔ سورہ یوسف، آیات ۳۶ تا ۴۱
۱۷۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، علامہ، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، محولہ سابقہ، ص ۵۳
۱۸۔ ایضاً، ص ۵۳
۱۹۔ القرآن، سورہ طٰہٰ، آیت ۴۴
۲۰۔ ندوی، سید ابوالحسن علی، علامہ، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، محولہ سابقہ، ص ۷۰
۲۱۔ عمری، سید جلال الدین، اسلام کی دعوت، لاہور، اسلامک پبلیکشنز، ۱۹۹۲ء، ص ۲۲
۲۲۔ نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر، پیغمبر اعظم و آخر ﷺ، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۸۸ء، ص ۶۳۵
۲۳۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۱۵۵
۲۴۔ ندوی، ابوالحسن علی، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، محولہ سابقہ، ص ۱۱۹
۲۵۔ حالی، الطاف حسین، مسدس حالی، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، س ن، ص ۱۷
۲۶۔ احمد بن حنبل، المسند، مصر، المطبعۃ المیمنیۃ، ۱۳۰۶ھ، الجزء ۳، ص ۱۲۰
۲۷۔ القرآن، الاعراف، آیت ۱۹۹
۲۸۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹
۲۹۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفۃ، ۲۰۰۷ء، کتاب المغازی، باب مالقی النبی ﷺ من اذی المشرکین، رقم الحدیث ۴۶۹۲، ص ۸۵۳
۳۰۔ ندوی، ابوالحسن علی، تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب، محولہ سابقہ، ص ۱۸
۳۱۔ محمود بن احمد الدوسری، قرآن کی عظمتیں اور اس کے معجزے، ترجمہ پروفیسر حافظ عبدالرحمن ناصر، لاہور، دار السلام، ۲۰۰۶ء، ص ۴۲۹
۳۲۔ حالی، الطاف حسین، مسدس حالی، لاہور، تاج کمپنی لمیٹڈ، س ن، ص ۱۵
۳۳۔ القرآن، سورہ الانعام، آیت ۱۹
۳۴۔ ابن کثیر، ابوالفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ریاض، دار السلام، ۱۴۱۳ھ، ۲/۲۷۹
۳۵۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ۵۶۱
۳۶۔ القرآن، سورہ یوسف، آیت ۱۰۸

۳۷۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۰۴

۳۸۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰

۳۹۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۳،۱۱۴

۴۰۔ القرآن، سورہ مائدہ، آیت ۶۷

۴۱۔ القرآن، سورہ مائدہ، آیت ۹۹

۴۲۔ القرآن، سورہ ابراہیم، آیت ۴

۴۳۔ القرآن، سورہ نحل، آیت ۱۲۵

۴۴۔ القرآن، سورہ سورہ طٰہٰ، آیت ۱۳۲

۴۵۔ القرآن، سورہ الحج، آیت ۶۷

۴۶۔ القرآن، سورہ الشعراء، آیت ۲۱۴

۴۷۔ القرآن، سورہ العنکبوت، آیت ۴۶

۴۸۔ القرآن، سورہ حم السجدہ، آیت ۳۳

۴۹۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستہ، ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء ابواب العلم، رقم الحدیث ۲۶۵۷، ص ۱۹۱۹

۵۰۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب العلم، رقم الحدیث نمبر ۶۷۴۱، ص

۵۱۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بحولہ سابقہ، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث نمبر ۴۸۷۶، ص ۸۹۹

۵۲۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف، بحولہ سابقہ، ابواب العلم، رقم الحدیث نمبر ۲۶۶۹، ص ۱۹۲۰ء

۵۳۔ محمد بن اسمٰعیل البخاری، الجامع الصحیح، موسوعۃ الحدیث الشریف، بحولہ سابقہ کتاب المغازی، باب الوداع، رقم الحدیث ۴۴۰۳، ص ۳۶۰

۵۴۔ ایضاً، رقم الحدیث نمبر ۴۴۰۶، ص ۳۶۱

۵۵۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بحولہ سابقہ، کتاب الایمان، رقم الحدیث ۱۷۶، ص ۸۲

۵۶۔ محمد بن اسمٰعیل البخاری، الجامع الصحیح بحولہ سابقہ، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، رقم الحدیث ۴۲۱۰، ص ۳۴۵

۵۷۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ جامع الترمذی، بحولہ سابقہ، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف،

الحدیث ۲۱۶۹، ص ۱۸۲۹

۵۸۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، موسوعۃ الحدیث الشریف، محولہ سابقہ، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی رقم الحدیث ۴۳۳۹، ص ۱۵۳۹

۵۹۔ القرآن، سورہ نوح، آیات ۵تا۹

۶۰۔ القرآن، سورہ طٰہٰ، آیات ۴۳، ۴۴

۶۔ القرآن، سورہ نحل، آیت ۱۲۵

۶۱۔ القرآن، سورہ الانعام، آیت ۱۰۸

۶۲۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الترمذی، جامع الترمذی، محولہ سابقہ، ابواب الادب، رقم الحدیث ۲۸۴۶، ص ۱۹۳۷،

۶۴- Esposito: The Islamic Threat, Myth or Riality, P.196

۶۔ القرضاوی، علامہ یوسف، اسلامی بیداری انکار اور انتہا پسندی کے نرغے میں، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ص ۲۶

۶۔ ایضاً، ص ۳۳

۶۔ مرزا محمد الیاس، بنیاد پرستی اور تہذیبی کشمکش، کراچی، حرا پبلیکیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۱۹

۶۔ ڈاکٹر محمد امین، مسلم نشاۃِ ثانیہ، لاہور، بیت الحکمت ۲۰۰۴، ص ۳۵۵

-69 Haroon Yahya, Islam denouncesterroris, Brostp, Amal press, January 2000, p.9

۷۔ زین العابدین میرٹھی، پیغمبر اسلام کا پیغام امن وسلام، نقوش رسول نمبرؐ، ج سوم، ص ۴۶۰

۷۔ محمود شکری آلوسی، بلوغ الارب فی احوال العرب، مترجم ڈاکٹر پیر حسن، لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۷ء، ج ۳، ص ۵۲

۷۔ پنڈت گوپال کرشن، ایڈیٹر بھارت سماچار، بمبئی، مقالہ مہا پرش محمدؐ، ۱۹۶۶ء، ص ۱۶۵

۷۱۔ القرآن، بقرہ، آیت ۱۲۰

۷۔ پنڈت گوپال کرشن، ایڈیٹر مہابھارت سماچار، مقالہ مہا پرش محمدؐ، محولہ سابقہ، ص ۱۶۵

۷۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۱۹۰

۷۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص ۲۳۷

۷۷۔ ایضاً، ص ۴۷۱

۷۸۔ ایضاً، ص ۳۶۸

۷۹۔ ارسلان بن اختر، دنیا میں اسلام کی روشنی، کراچی، مکتبہ ارسلان، ۱۴۲۵ھ، ص ۴۰۷

۸۰۔ محمد سلمان قاسمی، گفتار رسول ﷺ، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۱۹۹۵ء، ص ۱۰۴

۸۱۔ محمد سلیمان قاسمی، گفتار رسول ﷺ بحوالہ سابقہ، ص ۱۰۵

۸۲۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۵۴ء، جلد ۱، ص ۵۸۱

۸۳۔ عبدالمجید، آخری نبی ﷺ اور ان کی تعلیمات، کراچی، فضلی سنز لمیٹڈ، ۱۹۹۸ء، ص ۴۴۰

۸۴۔ امین احسن اصلاحی، مولانا، دعوت دین اور اسکا طریقہ کار، اسلامک پبلیکیشنز، س ن، ص ۱۰۲

۸۵۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفہ، ۲۰۰۷ء، رقم الحدیث ۲۵۰۰، ص ۲۳۷

۸۶۔ النسائی، احمد بن شعیب بن علی، سنن نسائی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، الریاض، دارالاسلام، رقم الحدیث ۲۵۲۳، ص ۲۲۵۱

۸۷۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، ریاض دار السلام، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، ۲۰۰۰ء، کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث ۰۳، ص ۷

۸۸۔ القرآن سورہ آل عمران، آیت ۱۹۰، ۱۹۱

۸۹۔ القرآن سورہ الذاریات، آیت ۲۱

۹۰۔ القرآن سورہ ق، آیت ۸

۹۱۔ القرآن سورہ الاعراف، آیت ۲۰۳

۹۲۔ القرآن، سورہ جاثیہ، آیت ۲۰

۹۳۔ القرآن، سورہ نساء، آیت ۸۲

۹۴۔ القرآن، سورہ محمد، آیت ۲۴

۹۵۔ القرآن، سورہ لقمان، آیت ۲

۹۶۔ القرآن، سورہ الانعام، آیات ۱۴۸، ۱۴۹

۹۷۔ القرآن، سورہ الانفال، آیت ۴۲

۹۸۔ القرآن، سورہ یوسف، آیت ۱۰۵

۹۹۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۶۴

۱۰۰۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص ۲۴۷

۱۰۱۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل ﷺ، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۱۸۰، ۱۸۱

۱۰۲۔ القرآن، سورۃ الشعراء، آیت ۱۰۹

۱۰۳۔ القرآن، سورۃ سبا، آیت ۴۷

۱۰۴۔ القرآن، سورۃ الشعراء، آیت ۱۴۵

۱۰۵۔ القرآن، سورۃ ہود، آیت ۵۱

۱۰۶۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل ﷺ، بحوالہ سابقہ، ص ۱۸۸

۱۰۷۔ القرآن، سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۸

۱۰۸۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بحوالہ سابقہ، کتاب الجہاد، باب غزوۃ احد، رقم الحدیث ۴۶۴۳، ج ۲، ص ۸۵۱

۱۰۹۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل ﷺ، بحوالہ سابقہ، ص ۱۸۹

۱۱۰۔ القرآن، سورۃ الانعام، آیت ۱۰۸

۱۱۱۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، المکتب الاسلامی، دمشق، ۱۳۸۱ھ، کتاب
الآداب، باب السلام، جلد ۲، ص ۵۳۶

۱۱۲۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف الکتب الستۃ، ابواب
الاستیذان، رقم الحدیث ۲۶۹۲، جلد ۲، ص ۲۰۹

۱۱۳۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار المعرفۃ، ۲۰۰۷ء، رقم ۶۵۲۷، ص ۱۰۷۷

۱۱۴۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بحوالہ سابقہ، کتاب المساجد، رقم الحدیث ۱۵۲۶، ص ۲۴۳

۱۱۵۔ ابن حجر، العسقلانی، فتح الباری، مصر، مطبعۃ البہیۃ، ۱۳۴۸ھ، کتاب الاستیذان، باب افشاء السلام،
۲۲/۱۱

۱۱۶۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، بحوالہ سابقہ، ابواب المناقب، رقم الحدیث ۳۴۲۱، ص ۲۰۷۷

۱۱۷۔ الترمذی، بحوالہ سابقہ، رقم الحدیث ۱۹۷۷، ص ۱۸۵۰

۱۱۸۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۵۳ء، کتاب الایمان، ۱۵/۱

۱۱۹۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، بحوالہ سابقہ، کتاب المغازی، ۱۰۳/۵

۱۲۰۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، ۱۴۲/۷

۱۲۱۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب المرضیٰ، باب وجوب عیادۃ المریض، ۱۵/۷

۱۲۲۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب المرضیٰ، باب ما یقال للمریض وما یجیب، ۱۰/۷

۱۲۳۔ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، بحوالہ سابقہ، ابواب المناقب، باب مناقب انس، رقم

الحدیث ۲۶۸۸، ص ۱۰۲۵

۱۲۴۔ مسلم بن الحجاج، مسلم، بحوالہ سابقہ، کتاب الشعر، رقم الحدیث ۵۸۵۲، ص ۱۰۵۵

۱۲۵۔ البخاری محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق بصلۃ الرحم، ۷/۱۱

۱۲۶۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بحوالہ سابقہ، کتاب الایمان، رقم الحدیث ۱۲۹، ص ۸۸

۱۲۷۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بحوالہ سابقہ، کتاب الایمان، رقم الحدیث ۱۲۷، ص ۸۸

۱۲۸۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، بحوالہ سابقہ، ابواب البر والصلۃ، رقم الحدیث ۱۹۵۲، ص ۱۸۴۸

۱۲۹۔ البخاری محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب ما نھی عن التحاسد، ۷/۸۸

۱۳۰۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من الصلوۃ علی المنافقین، ۲/۱۰۰

۱۳۱۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب المغازی، باب قتل حمزۃ، ۵/۳۶

۱۳۲۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب بدء الخلق، باب ذکر حضرت عتبہ، ۴/۲۲۳

۱۳۳۔ خطیب التبریزی محمد بن عبداللہ، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ۲/۱۳

۱۳۴۔ محمد اقبال علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، بحوالہ سابقہ، ص ۳۲۰

۱۳۵۔ البخاری، الجامع الصحیح، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب الرفق فی الامر کلہ، ۸/۱۲

۱۳۶۔ علی متقی الہندی، کنز العمال، حیدرآباد، دائرۃ المعارف، ۱۳۱۲ھ، کتاب المواعظ، ۲/۱۸۹

۱۳۷۔ البخاری محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب لم یکن النبی فاحشا، ۸/۱۲

۱۳۸۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب اکرام الضیف، ۷/۱۰۳

۱۳۹۔ البخاری، بحوالہ سابقہ، کتاب الادب، باب لم یکن النبی فاحشا، ۸/۱۲ (بحوالہ ڈاکٹر خالد علوی، انسان کامل ﷺ)

۱۴۰۔ القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت ۴۶

۱۴۱۔ القرآن، سورۃ الصفت، آیت ۹۹

۱۴۲۔ القرآن، سورۃ الصف، آیت ۵

۱۴۳۔ سید جلال الدین عمری، اسلام کی دعوت، لاہور، اسلامک پبلیشرز، ۱۹۹۲ء، ص ۹۹

۱۴۴۔ عبدالحمید، آخری نبی ﷺ اور ان کی تعلیمات، کراچی، فضلی سنز، ۱۹۹۸ء، ص ۲۳۷

۱۴۵۔ عبدالفتاح ابوغدہ، حضور ﷺ استاد و مربی، ترجمہ شمس الحق ندوی، کراچی، مجلس نشریات اسلام

س۔ن، ص ۲۷

۱۴۶۔ سید جلال الدین عمری، اسلام کی دعوت، لاہور، اسلامی پبلیکیشنز، ۱۹۹۲ء، ص ۹۸

۱۴۷۔ ایضاً، ص ۹۷، ۹۸

۱۴۸۔ بحوالہ دنیا میں اسلام کی روشنی، ارسلان بن اختر، کراچی، ۱۴۲۵ھ، مکتبہ ارسلان، ص ۴۳

۱۴۹۔ بحوالہ دنیا میں اسلام کی روشنی، ارسلان بن اختر، کراچی، ۱۴۲۵ھ، مکتبہ ارسلان، ص ۳۵۴

۱۵۰۔ بحوالہ دنیا میں اسلام کی روشنی، ارسلان بن اختر، کراچی، ۱۴۲۵ھ، مکتبہ ارسلان، ص ۳۵۵

۱۵۱۔ بحوالہ دنیا میں اسلام کی روشنی، ارسلان بن اختر، کراچی، ۱۴۲۵ھ، مکتبہ ارسلان، ص ۳۵۸

۱۵۲۔ ایضاً، ص ۳۶۶

۱۵۳۔ ایضاً، ص ۳۵۳

۱۵۴۔ عبید اللہ فہد فلاحی، ڈاکٹر، تاریخ دعوت و جہاد، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۰۰ء، ص ۴۹

۱۵۵۔ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، ہندوستانی مسلمان، ترجمہ: ڈاکٹر صادق حسین، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۵۵ء، ص ۲۲۸

۱۵۶۔ سید صباح الدین عبدالرحمن، ہندوستان کے عہد وسطی کی ایک جھلک، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، س ن، ص ۳۶۶

۱۵۷۔ سید صباح الدین عبدالرحمن، ہندوستان کے سلاطین علماء اور مشائخ کے تعلقات پر ایک نظر، اعظم گڑھ، دارالمصنفین، ۱۹۷۰ء، ص ۲۲۸

۱۵۸۔ تاریخ دعوت و عزیمت، ابوالحسن علی ندوی، کراچی، مجلس نشریات اسلام، س ن، (ملاحظہ ہو جلد سوم چہارم)

۱۵۹۔ ڈاکٹر محمد امین، مسلم نشاۃ ثانیہ، اساس اور لائحہ عمل، محولہ سابقہ، ص ۳۴۱

۱۶۰۔ ایضاً، ص ۳۴۲

۱۶۱۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵۰

۱۶۲۔ القرآن، سورہ آل عمران، آیت ۱۳۹

۱۶۳۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، جواب شکوہ، محولہ سابقہ، ص ۲۵۳

۱۶۴۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، جواب شکوہ، محولہ سابقہ، ص ۲۳۷

۱۶۵۔ القرآن، سورہ ہود، آیت ۸۸